بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
القرآن
اے ایمان والو! اللہ کی اِطاعت کرو اور رسول کی اِطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔
سورۃ محمد: 33
الحدیث
ایمان کا مزہ اس نے چکھا (اور ایمان کی لذّت اُسے ملی) جو اللہ تعالیٰ کو ربّ؛ اِسلام کو دین اور محمد ﷺ کو رسول ماننے پر راضی ہو جائے۔
مسلم: 151
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
87
ماہنامہ علم و عمل لاہور
زیرِ سرپرستی
مصلح الامت شیخ الحدیث
حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب
دامت برکاتہم
شمارہ نمبر 3
جلد نمبر 8
صفر ۱۴۳۲ھ
جنوری 2011ء
گانا بجانا حرام ہے 5
دینی مدارس کا وجود
ایک بہت بڑی نعمت 6+7
حلال روزی کی برکات 15
دورِ حاضر کے جدید تقاضے 10
دِنوں کے کُفریہ نام 16+17
ماہِ صفر اور لوگوں کے باطل خیالات 25
اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر
خواتین پردہ کرتیں...تو کمال تھا 27
آج کل سردیوں کی وجہ سے چادر اُوڑھی جاتی ہے
دِین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجئے اور دوسروں کو لگوا دیجئے یا کم از کم بتا دیجئے تاکہ وہ اس دینی، علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

از مدیر

بڑا بول بہت خطرناک ہے... بچیے

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

آج کل بڑا بول بولنا عام ہوگیا ہے آخرت کے حوالہ سے یہ بہت خطرناک ہے۔ آج ہمیں اس پہلو پر بھی غور کرنا ہوگا، یہ بیماری ہمارے اندر زور پکڑ گئی ہے تقریباً ہر بندہ اس میں ملوث ہو ہی جاتا ہے کوئی کم کوئی زیادہ۔ صورتیں اس کی مختلف ہوتی ہیں۔ کوئی صرف زبان سے بڑھکیں مارتا ہے اور کوئی علمی وعملی طور پر اپنا بڑا بول دکھاتا ہے۔ **زبان سے بڑا بول** یہ ہوتا ہے کہ بندہ باتوں باتوں میں جو بات یا کام اپنی طرف منسوب کر کے ذکر کرتا ہے وہ بڑھ چڑھ کر بتلاتا ہے۔ تقریباً ہر بندہ کا یہی حال ہے بہت کم لوگ ایسے دیکھے ہیں جو عاجزانہ جواب دیتے ہیں جس میں اچھے کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں۔ **چند مثالیں** (1) آپ حج کر کے آئے ہیں؟ جی! میں ہر سال حج پر جاتا ہوں۔ بندہ پوچھے کہ آپ سے جو سوال کیا ہے اس کا جواب دیں بڑا بول کیوں بولا؟ (2) اپنے ملازمین کا خیال رکھتے ہیں؟ جی! ہم نے تو ان کو بہت سہولتیں دے رکھی ہیں فلاں سہولت بھی ہے، فلاں اجازت بھی ہے، فلاں چھوٹ بھی ہے۔ جب کہ ملازمین سے پوچھا جائے تو وہ کہتا ہے سخت ڈیوٹی لیتے ہیں نماز تک کا وقت نہیں دیتے دو چار ظلم اور گنوا دیے ہیں۔ الغرض جس سے بھی گفتگو ہوتی ہے بڑا بول ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ (3) کسی مولنا صاحب سے پوچھا جاتا ہے کون سے اسباق پڑھا رہے ہیں؟ تو اکثر علماء کا جواب سب سے اوپر والی کتاب پہلے بتانے میں آتا ہے جب کہ عاجزی اور انکساری اس میں زیادہ ہے کہ پہلے چھوٹی کتابوں کا تذکرہ کیا جائے۔ (4) آپ کیا کرتے ہیں؟ اس کا جواب دینے والے اکثر حضرات مبالغہ (بڑا بول) کر جاتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر اپنا کام بتلاتے ہیں۔ (5) آپ کی ملاقات کسی وزیر وغیرہ سے ہوئی؟ جی! ہماری میٹنگ فلاں وزیر سے ہوتی رہتی ہے۔ حالاں کہ ان کے بوس (افسر) ملنے جاتے ہیں ضمناً ان کی بھی سلام دُعا ہو جاتی ہے۔ اب دیکھیے! نجی میٹنگز میں بندہ کتنے بڑے بڑے بول بول جاتا ہے کہ ہاں! میری ملاقات فلاں صاحب سے ہوئی جتنے ہم ہیں ہمیں اُتنا ہی رہنا چاہیئے۔ (6) یہ گھڑی / سویٹر / واسکٹ (وغیرہ) آپ نے کہاں سے لیا؟ جی لندن سے آیا ہے۔ حالاں کہ لنڈے بازار سے لے کر پہنا ہوتا ہے۔ (7) جی آپ بہت مصروف ہیں کیا؟ جی! بس کچھ نہ پوچھیے سر کو خارش کرنے کا وقت بھی نہیں ملتا اتنا مصروف رہتا ہوں۔ حد ہوگئی ہر بات میں بڑا بول اور مبالغہ پایا جاتا ہے۔

بڑے بول کی شاخیں کوئی تعریف کرے پھول جانا اور بہت خوش ہونا۔ اور جب کوئی بُرائی بیان کرے تو آگ بگولہ ہونا یہ بھی بڑے بول کی شاخیں ہی بنتی ہیں۔ اصلاح یافتہ وہ ہوتا ہے کہ کوئی تعریف کرے تو پھولے نہیں بلکہ یوں کہے یا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کر دے میں ایسا نہیں ہوں۔ اگر کوئی تذلیل کرے تو آگ بگولہ نہ ہو یہ سوچے کہ میرے سامنے موت، قبر، پل صراط وغیرہ کی گھاٹیاں ہیں اگر میں وہ گھاٹیاں پار کر جاؤں تو مجھے اس بُرے بھلے کہنے کی کیا پروا، اگر میں خدانخواستہ آخرت میں پھنس گیا تو میں تو اس سے زیادہ کا مستحق ہوں جو یہ لوگ مجھے بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل نصیب فرمائے آمین

ثُمَّ آمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

ترمذی: 3519

کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے بہترین تحفہ کیا ہے؟ وہ بہترین تحفہ دینی علوم ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے رسالہ "ماہ نامہ علم وعمل، لاہور" جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین ومشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھیے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کے لئے ایک سال کے لئے جاری کرا دیجئے۔

نیز ان کو مزید خریدار بنانے کے لئے ترغیب بھی دیجئے کیوں کہ یہ کاروبار نہیں دین کے پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے۔

خط وکتابت کا پتہ

23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سوا گجومتہ نزد کاہنہ نو، لاہور
پوسٹ کوڈ نمبر 53100

042-35272270
0302-4143044 0331-4546365

Email:aibneumar@yahoo.com
www.ibin-e-umar.edu.pk

مدیر محمد عتیق الرحمٰن
مدرس وخادم
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

ترتیب وپروف ریڈنگ
مولانا محمد طیب الیاس صاحب
مدرس
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مجلس مشاورت

- حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی
- مولانا عبد الرحمٰن صاحب، نائب مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
- قاری محمد اسحاق صاحب، مدیر ماہ نامہ محاسن اسلام، ملتان
- مولانا محمد نوید خان صاحب، مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
- مولانا محمد عمر فاروق صاحب، مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

کمپوزنگ ڈیزائننگ مولانا سعید قاسم صاحب
مطبع عکاظ پرنٹر

قیمت فی شمارہ.........12 روپے

قیمت سالانہ... (مع ڈاک خرچ)...150 روپے

رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

رقم منی آرڈر کیجئے یا دستی دیجئے

فہم قرآن

چار بڑے فرشتوں کے نام اور مطلب

شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا
محمد سرفراز خان صفدر صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ البقرۃ: 97

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ	مَنْ كَانَ	عَدُوًّا	لِّجِبْرِيْلَ	فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ
آپ کہہ دیجیے	جو شخص ہے	دشمن	جبریل علیہ السلام کا	پس بے شک اس نے نازل کیا ہے اس قرآن کو

عَلٰی قَلْبِكَ	بِاِذْنِ اللّٰهِ
آپ کے دل پر	اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ ﴿الآیۃ﴾

ربط: یہودیوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ پر میکائیل علیہ السلام وحی لاتے تو ہم مان لیتے چوں کہ جبریل علیہ السلام وحی لاتے ہیں اس لیے ہم نہیں مانتے۔

چار بڑے فرشتوں کے نام اور مطلب امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جِبْرِیْل بھی پڑھ سکتے ہیں اور جَبْرِیْل بھی (جب کہ اس نام میں اور بھی بہت سی لغات ہیں)۔

(1) "جَبْر یا جِبْر" کے معنیٰ عبرانی زبان میں "بندہ" کے ہیں اور "اِیل" کے معنیٰ "اللہ"، تو جبریل کے لفظی معنیٰ ہیں "عبداللہ... اللہ کا بندہ"۔ (2) "مِیک" کے معنیٰ بھی "بندہ" کے ہیں اور "اِیل" کے معنیٰ "اللہ" تو میکائیل کا بھی لفظی معنیٰ "عبداللہ ... اللہ کا بندہ"۔ (3) "سراف" کے معنیٰ ہیں "بندہ" اور "اِیل" کے معنیٰ "اللہ" تو اسرافیل کے معنیٰ بھی "عبداللہ ... اللہ کا بندہ"۔ یہ تین معنیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بخاری، کِتَابُ التَّفْسِيْر، بَابُ قَوْلِهٖ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ، عَنْ عِكْرِمَةِ" میں بیان فرمائے ہیں۔

(4) عزرائیل علیہ السلام کا نام کسی حدیث کی کتاب میں نہیں آیا البتہ "مَلَكُ الْمَوْت" کا لفظ قرآن پاک میں موجود ہے لیکن "عزرائیل" نہیں آیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے محدّث ہیں انہوں نے بخاری شریف کی شرح "فتح الباری" میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے ملک الموت کا نام "عزرائیل" نقل کیا ہے۔ تو تین ناموں کی مناسبت سے معلوم ہوتا ہے کہ "عزر" کے معنیٰ ہوں گے "بندہ" اور "اِیل" کے معنیٰ "اللہ" تو عزرائیل کا معنیٰ بھی ہوئے "عبداللہ... اللہ کا بندہ"۔

جبریل علیہ السلام کی حیثیت سفیر کی سی ہے "تو آپ کہہ دیجیے جو شخص دشمن ہے جبریل علیہ السلام کا"... دشمنی کس چیز کی ہے؟ "بے شک جبریل علیہ السلام نے نازل کیا ہے..... بقیہ: ص 22 پر

دِل کی بڑی بیماری "کفر" ہے اور چھوٹی بیماری "گناہ" ہے۔ (صدرِ جامعہ)

زبردستی مہمانی لینا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ. حدیث میں ہے:

فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْھُمْ حَقَّ الضَّیْفِ۔ [بخاری 343/8، ح: 2281، مسلم 141/8، ح: 3257]

''کہ میزبان اگر مہمانی نہ کرے تو زبردستی یعنی بغیر پوچھے مہمانی کا حق لے لو''۔

اِشکال: اِس ارشاد پر اشکال ہوتا ہے کہ جمہور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ مہمانی ''سُنّتِ مؤکدہ'' ہے نہ فرض ہے نہ واجب ہے، تو اگر کسی میزبان نے مہمانی ادا نہیں کی یعنی مہمان کے لیے عمدہ کھانے کا انتظام نہیں کیا تو بلا اجازت مہمان میزبان کے گھر سے کھانے پینے کی چیزیں نہیں لے سکتا۔... اس اشکال کا جواب دینے کے لیے علماء نے مختلف ارشادات بیان فرمائے ہیں:

① پہلا جواب:

یہ دیا گیا ہے کہ حدیث کے معنٰی یہ ہیں کہ ''مہمان کو موت کا خطرہ ہو تو جان بچانے کے لیے کچھ کھا پی لے اور پھر اس کی قیمت میزبان کو دے دے''۔

② دوسرا جواب:

یہ دیا گیا ہے کہ پہلے زکوٰۃ وصول کرنے والے کی تنخواہ بیت المال میں مقرر نہ کی گئی تھی، اس لیے اس کے کھانے پینے کا انتظام میزبان کے ذمّہ واجب تھا، اگر وہ کھانے کا انتظام نہ کرے تو اجازت تھی کہ یہ زکوٰۃ وصول کرنے والا میزبان کے گھر سے بغیر پوچھے کھانے پینے کی چیزیں اُٹھا کر کھا پی سکتا تھا، پھر زکوٰۃ وصول کرنے والے کی تنخواہ بیت المال میں مقرر کر دی گئی اور یہ بغیر اجازت کھانے پینے کی اجازت ختم ہو گئی۔

③ تیسرا جواب:

یوں دیا گیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ مہمانی ''واجب'' تھی اُس زمانہ میں اجازت دی تھی کہ بغیر پوچھے کھا پی لے پھر واجب ہونا ختم ہو گیا اور مہمانی ''سُنّتِ مؤکدہ'' قرار دے دی گئی، تو یہ بغیر پوچھے کھانے کا حکم بھی ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرماویں۔ آمین ثم آمین

محمد سرور عفی عنہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

سو قتل کرنے والے کی توبہ

مولٰنا عبدالرحمٰن بن حضرت مولٰنا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ

حدیث شریف میں ایک قصّہ منقول ہے۔ ایک شخص نے ننانویں قتل کیے تھے۔ ننانویں قتل کرنے کے بعد اس کو تنبیہ ہوئی تو خیال آیا میری مغفرت کیسے ہوگی؟ میں کیسے بخشا جاؤں گا؟ اُس سے کوئی اچھا عمل ہو گیا ہوگا جس کی برکت سے یہ خیال اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ڈال دیا کہ "میری بخشش کیسے ہوگی"۔ اب دل پر چوٹ لگی تو ایک عالم کے پاس پہنچا سارا واقعہ بیان کیا کہ مجھ سے ننانوے قتل ہو گئے ہیں میری بخشش کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟ وہ ناراض ہوئے کہ ایک ہی قتل دوزخ میں لے جانے کے لیے کافی ہے چہ جائے کہ ننانوے قتل، جاؤ! اب بخشش کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ اسے بڑا رنج ہوا اور خوب غصّہ آیا کہ جب مجھے دوزخ ہی میں جانا ہے تو میں آپ کو کیوں چھوڑوں۔ پہلے تو کسی نے ایسا نہیں کہا تم نے تو میرے دل پر نشتر لگا دیا ہے، جہاں ننانوے قتل ہیں وہاں ایک اور سہی چناں چہ اس نے ان عالم کو بھی قتل کر ڈالا۔ قتل تو کر دیا مگر دل پر تو چوٹ لگ چکی تھی، دل نہیں مانا، پھر خیال آیا میری بخشش کیسے ہوگی؟ دوسرے عالم کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ بیان کیا کہ ننانوے قتل میں نے پہلے کیے تھے ایک قتل ابھی کر کے آیا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کیا میری بخشش کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟ وہ عالم بڑے سمجھ دار تھے انہوں نے کہا بھئی! توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے توبہ سب کی قبول ہوسکتی ہے، سو قتل کیے ہوں یا ہزار، جب آدمی توبہ کر لے توبہ قبول ہو جاتی ہے مگر توبہ کی تکمیل کی شرط یہ ہے کہ اس سرزمین سے چلے جاؤ جہاں تم نے اتنے گناہ کیے ہیں کسی نیک لوگوں کی بستی میں جا کر رہو۔ اس نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور انہی کے حکم پر دوسری بستی جہاں نیک لوگ رہتے تھے جانے کا عہد کر لیا اور چل پڑا۔ ابھی وہاں پہنچا نہیں تھا کہ موت کا پیغام آ گیا۔ ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) نے اس کی روح قبض کر لی۔ مرتے وقت اس کو بہت مایوسی ہوئی کہ اوہو! میرا کیا بنے گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈالا کہ اپنا سینہ اس بستی کی طرف بڑھا دو تاکہ تمہارا رُخ تو ادھر ہو جائے چناں چہ اس نے اپنا رُخ نیکوں کی بستی کی طرف کر دیا اور سینہ اس طرف بڑھا دیا۔ جب روح قبض ہو چکی تو دونوں قسم کے فرشتے آئے عذاب کے بھی اور رحمت کے بھی، ایک گروہ نے کہا اس کی روح کو ہم لے جائیں گے دوسروں نے کہا اس کی روح ہم لے جائیں گے۔ آخر اس جھگڑے کے فیصلہ ....

بقیہ ص 21 پر

حدیث: اپنی خواہشات سے ایسا مقابلہ کرو جیسا کہ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہو۔ (مفردات القرآن ص 99)

گانا بجانا حرام ہے

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نضر بن حارث کافر تاجر تھا، حیرہ وغیرہ سے قصّہ کہانیاں خرید کرلاتا تھا جس میں کسریٰ، رُستم اور اسفندیار (عجمی بادشاہوں) کی داستانیں ہوتی تھیں، وہ قریش اور اہلِ مکّہ کو قرآن سے روکنے کے لیے یہ داستانیں سناتا اور کہتا کہ ''محمد (ﷺ) تم کو عاد وثمود کے قصّے سناتے ہیں اور میں تم کو رُستم، اسفندیار اور فارس کے بادشاہوں کے قصّے سناتا ہوں''۔ اور کچھ گانے والی لونڈیاں بھی خرید لاتا تھا، جس کو اسلام کی طرف مائل دیکھتا تو اس کو بُلا کر لاتا، شراب پلاتا، گانا سنواتا اور کہتا کہ بتلاؤ! یہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جس کی طرف تمہیں محمد (ﷺ) بُلاتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو اور اُن کے ساتھ ہو کر اپنی جان کھپاؤ''؟ مقصود اس کا یہ تھا کہ قرآن پاک چھوڑ کر یہ قصّے کہانیاں اور گانے وغیرہ سُنیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ......الآیۃ ﴿لقمٰن:٦﴾

''اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کو خرید لیتے ہیں، تاکہ اُن کے ذریعے لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں اور اس کا مذاق اُڑائیں، ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو اُن کو ذلیل کر کے رکھ دے گا''۔ آگے ارشاد فرمایا ''اور جب ایسے شخص کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ پورے تکبّر کے ساتھ منہ موڑ لیتا ہے جیسے اُنہیں سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کانوں میں بہرا پن ہے لہٰذا اس کو ایک دُکھ دینے والے عذاب کی خوش خبری سنا دو''۔ ﴿لقمٰن:7﴾

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ یہ آیت ''گانے بجانے اور لغو کہانیوں'' کے بارہ میں نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی 51/14)

لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے قصّے کہانیاں اور گانے بجانے کا سامان مراد ہے جیسے باجہ، بانسری، سِتار، سرنگی، موسیقی، خرافات اور مضحکہ خیز باتیں، ناول اور گانے بجانے والی لڑکیاں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع واتّفاق ہے کہ یہ سب چیزیں ''حرام'' ہیں، جن کے حرام ہونے میں ذرّہ برابر شُبہ نہیں، اور گانا بجانا تو تمام ملّتوں اور دینوں میں حرام رہا ہے، یہ نفسانی اور شہوانی چیزیں کسی دین میں کبھی جائز نہیں ہوئیں اور گانے باجے کے حرام ہونے میں بے شمار احادیث آئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان خُرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

تسہیل و ترتیب: مولانا محمد طیب صاحب

حدیث: جو شخص تکبّر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بے قدر کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

دینی مدارس کا وجود...

ایک بہت بڑی نعمت

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وستائش (تعریف ومدح) اُس ذات کے لیے جس نے اِس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا اور درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دُنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

دینی مدارس کا وجود ایک بہت بڑی نعمت

پاکستان اور برصغیر کے دیگر ممالک میں قائم دینی مدارس مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں، ان میں جہاں علومِ نبوّت اور آسمانی احکام و تعلیمات کی حفاظت، اشاعت اور اُن پر عمل کرنے کرانے کی تربیّت دی جاتی ہے وہاں یہ ملک میں لکھنے پڑھنے کی قابلیت وصلاحیت میں اضافے کا بھی مؤثر اور باکفایت ذریعہ ہیں کہ ان مدارس میں مصروف کار اساتذہ، انتظامیہ اور عملہ بالعموم آرام و آسائش کے بغیر سادگی اور قناعت کی زندگی گزارتے ہیں۔ ان مدارس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہاں مختلف علاقوں، برادریوں، ہر رنگ ونسل، جداگانہ ثقافت وزبان سے تعلق رکھنے والے الگ الگ طبیعتوں کے طلبہ ایک ہی چھت کے نیچے شب وروز گزارتے ہیں اور روزمرّہ کے معمولات بھی ایک دوسرے کے ساتھ مِل جُل کر بجالاتے ہیں۔ ہر طرح کے تعصب سے دور، باہمی اخوّت اور اتحاد واتفاق کی یہ پاکیزہ اسلامی فضا کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ یہ مدارس تعلیم کے علاوہ قیام وطعام کی سہولتیں بھی فراہم کرتے ہیں اور بیک وقت تعلیم کے ساتھ ساتھ فرزندانِ وطن کی کفالت بھی کرتے ہیں اور اِس طرح ملک ومعاشرہ کا بڑا بوجھ خود اُٹھاتے ہیں، جب کہ حکومت کی طرف سے اُن کے لیے زبانی حد تک بھی کوئی حوصلہ افزائی، قدرشناسی اور پذیرائی نہیں ہوتی، تعلیمی یا مالی تعاون کا تو کیا تصوّر، شہر شہر اور بستی بستی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چپے چپے میں یہ مدارس قائم ہیں، جن میں سے بہت سوں کا تعلیمی دورانیہ کم از کم سولہ سال ضرور ہے۔ ابتدا میں مڈل تک تو لازماً جب کہ بعض مدارس میں سیکنڈری کے مرحلے تک کی عصری تعلیم سے ہر طالب علم کا آراستہ ہونا، درسِ نظامی (عالم کورس) کے لیے بنیادی شرط ہے جب کہ مزید آٹھ سال کی مدّت عربی وفارسی زبان وادب، قدیم وجدید فلسفہ، فقۂ اِسلامی اور قرآن وحدیث کی معیاری تعلیم کے لیے مختص ہے۔ اس نصاب کی تکمیل کے بعد درسِ نظامی کا فاضل اسلامی نظریۂ حیات کے تمام فکری، عملی، سماجی، قانونی، شخصی اور اجتماعی یہاں تک کہ نفسیاتی احکام وتعلیمات سے بہت حد تک معلومات حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ تعلیماتِ اِسلام کی مکمّل اور جامع تعلیم، دینی مدارس کے سوا شاید ہی دنیا کے کسی خطّہ میں دستیاب ہو۔

برّصغیر میں دینی مدارس کی منظّم ابتداء

برصغیر میں درسِ نظامی کی یہ منظّم ابتداء اس وقت ہوئی جب برطانوی اِستعمار نے یہاں پنجہ جمالیا

اور سیاسی و عسکری بالادستی (غلبہ) حاصل کرنے کے بعد یہاں دین، علوم نبوّت اور اِسلامی اَقدار و روایات کے خلاف بھی جنگ شروع کردی، چناں چہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے عیسائی مشینریوں کا جال پھیلایا گیا اور پوری قوّت کے ساتھ عیسائیت کی تبلیغ شروع کی گئی۔ جس کے لیے طمع (لالچ) وخوف کا ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ اندرونی طور پر بھی قادیانیت جیسے فتنوں کی تخم ریزی (پرورش) کر کے مسلمانوں میں خلفشار (اضطراب) پیدا کیا گیا اور ان کی اِجتماعی طاقت کا رُخ اپنی طرف سے پھیر کر دوسری طرف لگادیا تاکہ انگریز کے اقتدار کو کوئی خطرہ نہ رہے۔ اس طرح مسلمانوں کو زِچ (تنگ) کر کے نفسیاتی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار بنادیا گیا۔ انگریز کی یہ ذہنیت آج بھی اُمّتِ مسلمہ کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ سلمان رشدی جیسے ملعون اور آوارہ شخص کو اور تسلیمہ جیسی بیہودہ عورت کو مسلمانوں کی دِل آزاری اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ عالی میں گُستاخی پر مغرب کی حکومتوں نے مکمل اعزازی پروٹوکول دیا ہے، یورپ کے مختلف ملکوں میں آئے دِن شانِ رسالت میں گستاخانہ، ہتک آمیز اور دِل آزار خاکوں کا کلچر بھی اُبل اُبل کر سامنے آتا رہتا ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے شدید بُغض کی علامت ہے۔ عالمی سطح پر قادیانیت اور دیگر اِسلام دشمن تحریکوں کی پُشت پناہی بھی اِسی سلسلے کی کڑی ہے، جب کہ فلسطین، عراق، افغانستان، کشمیر اور دُنیا کے دیگر خطّوں میں بڑے پیمانے پر لاکھوں مسلمانوں کی جان و مال اور عزّت و آبرو کی

تباہ کاری میں بھی اِسلام اور مسلمانوں سے عِناد رکھنے والے بہت سے غیر مسلم مُمالک پیش پیش ہیں۔ اِستعماری دور کے ان ناموافق حالات میں تشکیل پانے والے یہ ادارے اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آسمانی تعلیمات اور مسلم معاشرے کی خدمت کے لئے اپنی بھاری تعداد کے ساتھ بُلند تر دینی مقاصد کے لئے پہلے سے زیادہ توانا ہیں، باشندگانِ ملک کا بڑا طبقہ جو تعلیم کے سرکاری اور نجی اِداروں کے نظامِ تعلیم و تربیت سے مایوس ہے اب بکثرت اِن دینی درسگاہوں اور عربی مدارس کی طرف مائل ہو رہا ہے، اس میلان میں اِن خُدا فراموش اور خلافِ اِسلام حالات و اقدامات کا بھی مؤثر دخل ہے جو دینی آگاہی اور اِسلامی غیرت وحمیت سے محروم حکمرانوں کی وجہ سے معاشرہ میں پیش آتے ہیں، ان عناصر کو غیر ملکی دباؤ نے ہی اسلامی اَقدار و تعلیمات کے خلاف بڑی شدّت سے استعمال کیا ہے، ظاہر ہے کہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ دینی اِدارے ہی دفاعی مورچے ہیں جن کی طرف ایسے خاندانوں کی زبردست رغبت ہے جو اسلامی عقائد اور اسلامی طرزِ زندگی سے روگردانی کرنے یا اس کے خلاف کسی اور فکر و عمل پر سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، ملکی اور عالمی ناموافق حالات کے باوجود یہ مدارس دین حنیف کی منظّم پہرہ داری کا مقدّس فریضہ انجام دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان میں اضافہ ترقّی پر ہے۔ اور دینی مدارس کا دہشت گردی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

؎ قرآن شاہد ہے کہ خُدا حُسن سے خوش ہے کس حُسن سے یہ بھی تو سنو حُسنِ عمل سے

اِصلاحی مجالس

اخذ و ترتیب: مولنا زین العابدین صاحب، لاہور

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا.

"اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو منع کرے کہ مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور کوشش کرے اُن کو ویران کرنے کی"۔ ﴿البقرۃ: 114﴾

اصل میں تو یہ آیت کافروں کے لیے ہے جنہوں نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا کیوں کہ مسلمان عمرہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔ تو کافروں نے مسجد (الحرام) کو ویران کرنے کی کوشش کی لیکن جو شخص مسلمان ہو اور کافروں جیسا کام کرے وہ بھی اِس میں داخل ہے، مسلمان ہو اور پھر بھی مسجد میں ذکر و عبادت نہ کرے بلکہ اُس میں دُنیا کی باتیں کرے یہ مسجد کو برباد اور ویران کرنا ہے۔

شریعت کا حکم عام ہوتا ہے اگرچہ یہ آیت کافروں کے لیے ہے لیکن مدار الفاظ کے عام ہونے پر ہوتا ہے۔ جس خاص واقعہ میں کوئی آیت یا حدیث اُتری ہو وہ حکم صرف اُسی کے لیے نہیں ہوتا بلکہ الفاظ میں جو بھی آ جائے اس کے بارے میں وہ حکم ہوتا ہے۔ جیسے نبی ﷺ کے زمانہ میں زنا کی سزا تو تین یا چار آدمیوں کو دی گئی لیکن حکم قیامت تک کے لئے ہے کہ جو بھی زنا کرے گا اُس کو سزا دی جائے گی۔ اس لیے حکم عام ہوتا ہے اور سب صورتوں کو شامل ہوتا ہے، البتہ بعض دفعہ متکلم کے ارادہ کا کچھ نہ کچھ لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ [بخاری 39/7، ح: 1810، مسلم 437/5، ح: 1879]

"سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے"۔

اِس حدیث کے ظاہری الفاظ تو یہ ہیں کہ کوئی آدمی بھی سفر میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔ لیکن یہ مراد نہیں کیوں کہ یہ حکم اُس کے بارے میں فرمایا جس نے روزہ رکھا اور بے ہوش ہو گیا، یعنی ایسے شخص کے لیے جس کو جان یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو وہ روزہ نہ رکھے البتہ جو روزہ رکھ سکتا ہو وہ رکھ لے کوئی حرج نہیں ہے۔

مسجد میں کیے جانے والے کام مسجد کو آباد کرنا تو یہ ہے کہ اس میں نماز پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ حدیث میں ہے کہ "مسجدیں اِن تین کاموں کے لیے ہیں: 1 اللہ تعالیٰ کا ذکر 2 نماز 3 قرآن پاک کی تلاوت۔ [مسلم 133/2، ح: 429]

یہ تین عبادتیں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے بزرگوں نے (دین میں) ترقی کی ہے۔

اِس لیے مسجد میں دُنیا کی باتیں کرنا جائز نہیں۔ دُنیا کی باتیں بازاروں میں ہوتی ہیں۔
نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:''بازار بُری جگہ ہیں اور مسجدیں اچھی جگہ ہیں''۔ [ابنِ حبّان 199/7، ح: 1624]

توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونی چاہیے

ہمیں مسجد میں پوری توجّہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھنی چاہیے، نماز پڑھ رہے ہوں یا ذکر کر رہے ہوں یا تلاوت کر رہے ہوں توجّہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی باتیں ہی ہونی چاہئیں۔

ہر نعمت سے اُونچی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضا تو جنت کی نعمتوں سے بھی اُونچی ہے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ جنت کی نعمتیں دے چکیں گے اور اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے''اب میں تم کو ایسی نعمت دیتا ہوں جو پہلی تمام نعمتوں سے اونچی ہے، پھر فرمائیں گے اب میں تم سے راضی رہوں گا کبھی ناراض نہیں ہوؤں گا''۔ [بخاری ح: 6067، 216/20 مسلم ح: 269، 427/1]
تو یہ نعمت جنت کی تمام نعمتوں سے اُونچی نعمت ہوگی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا کا کام ہونا چاہیے، اس کی رضا کے خلاف کوئی کام نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں نہ کرنی چاہئیں۔... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
''(اے پیغمبر!) جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے اس کی تلاوت کرو اور نماز قائم کرو، بے شک نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سب کو جانتا ہے''۔ ﴿العنکبوت: 25﴾
اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان فرمایا کہ ایک ہی آیت میں تینوں بڑی عبادتیں جن کو ہم نفلی طور پر بیان کرتے ہیں اکٹھا بیان فرما دیا۔
اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر عمل کرنے کی توفیق دیں۔ آمین

مثالی خاتون:

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی، جناب ڈاکٹر نعیم اللہ صاحب مدظلہ کی ہمشیرہ، جناب ڈاکٹر حفیظ الحق صاحب مدظلہ کی اہلیہ محترمہ 14 نومبر 2010ء کو مدینہ منوّرہ میں انتقال فرما گئی ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
یہ خاتون اس دور کی رابعہ بصریہ اور انتہائی قابلِ رشک اور مثالی خاتون تھیں۔ گھر میں بھی ان کے سر سے کبھی دوپٹہ تک نہیں اُترتا تھا۔ اور ہمیشہ دھیمی آواز سے بات کرتی تھیں۔ نیکی کے لئے نہ صرف فکرمند بلکہ عملی طور پر کسی نہ کسی عبادت میں مصروف رہتی تھیں اپنی اور اولاد کی اچھی خاصی تربیت کرتی رہتی تھیں۔ آخری ماہ (مرض الوفات) میں معذوری کے اندر بھی نماز، ستر، پردہ وغیرہ کا خیال رکھنا نہ بھولتی تھیں۔ زہے نصیب جنّت البقیع میں دفن ہوئیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین۔
خواتین کو ان جیسی خاتون بننا تو نصیب کی بات ہے ان کے لئے دُعا کر دینا ہی ہمارے لئے اعزاز کی بات ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

دورِ حاضر کے جدید تقاضے.. شریعت اور طبیعت کی کش مکش

دورِ حاضر کے جدید تقاضوں کو پورا کرنا خوش آئند اور اچھی بات ہے مگر شریعت کی اجازت کا جاننا بہت ضروری ہے۔ جہاں شریعت اجازت دیتی ہے وہاں ہمیں جدید تقاضوں پر عمل پیرا ہونا کوئی نقصان دہ نہیں لیکن جہاں ہمیں شریعت اجازت نہ دے وہاں جدید تقاضوں کو پورا کرنا نری نمائش یا بے جا غرض ہے جو ہماری آخرت تباہ کر سکتی ہے۔ اسی طرح اپنے کاموں، اداروں میں جدّت لانا بھی اسی وقت درست ہے کہ ہم اعتدال سے ہٹنے نہ پائیں، شریعت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور یہ آخری دِین واُمّت قیامت تک کے لیے ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اصول ہی ایسے بتلائے ہیں کہ ہر دور میں مسلمان آسانی کے ساتھ اِن پر عمل کر سکے۔

مثال سے غور فرمایئے! جدید تعلیم کی آخری حد پی ایچ ڈی، ایم بی اے وغیرہ کرنے کی شریعت میں کوئی رکاوٹ نہیں البتہ طریقۂ تعلیم اور حصولِ تعلیم میں ناجائز کام یا بات شامل نہ کی جائے اور عصری علوم کو ثانوی حیثیت دی جائے (دوسرا درجہ دیا جائے) اصل تعلیم دین ہی کی تعلیم کو سمجھا جائے۔ اسی طرح جدّت پسندی حدودِ شریعت میں ہو تو درست ہے ورنہ نہیں مثلاً دفتروں میں ملازمین رکھے جاتے ہیں قوانین اور میرٹ پر تقرریاں ہوتی ہیں یہاں تک تو ٹھیک ہے مگر آگے جِدّت پسندی کہ آج کل لڑکی بھی ملازمہ رکھنی چاہیے تاکہ لوگوں کا رُجحان زیادہ سے زیادہ ہو سکے یہ جِدّت پسندی ناجائز شوق میں شامل ہے۔ اگر آپ کہیں کہ جناب ہمارا اس ملازمہ سے کوئی غلط تعلق تو ہے نہیں۔ تو جناب! جواباً عرض ہے کہ شریعت نے یہ تو کہا ہی نہیں کہ آپ کا اس سے کوئی غلط تعلق ہے بس شریعت نے تو یہ کہا ہے کہ عورت کو گھر کے کام کاج کرنے چاہئیں اور عورت پردہ کی چیز ہے لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی سیمپل تھوڑا ہی ہے۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے گھر کے کام کاج حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کیے اور باہر (کمائی وغیرہ) کے کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائے، یوں ایک گھر کا نظام چلتا ہے۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے بزرگوں سے تعلق وسلام دُعا رکھنے والے بااثر لوگ ایسی جِدّت پسندیاں بڑے مزے لے کر کر رہے ہیں، ایک دو پارٹیوں سے بات کی تو انہوں نے آگے سے یہ جواب دیا کہ آج کل یہ سب کچھ چلتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو جان نہیں دینی؟ چند دن ناجائز شوق پورا کر کے جانا کہاں ہے؟

بقیہ... ص 22 پر

از مدیر ماہنامہ علم وعمل، لاہور

اتباعِ سنّت کے ساتھ ساتھ ذِکر کرتے رہنے کی عادت بھی ڈالیے۔ (مدیر)

کشکول
قارئینِ کرام کے مراسلات سے مزین

چور کے لئے دُعا حضرت ربیع رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور محدّث اور ولی اللہ گزرے ہیں، عبادت وزُہد میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک مرتبہ ان کا گھوڑا چوری ہوگیا، لوگوں نے کہا کہ چور کے لیے بددُعا کردیجئے۔ حضرت ربیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "نہیں! میں اس کے لیے یہ دُعا کرتا ہوں کہ اگر وہ مال دار ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دِل کی اصلاح کردے اور اگر وہ تنگ دست ہے تو اسے خوش حالی عطا فرمائے"۔

(از اولیاء اللہ کے اَخلاق)

مرسلہ: جناب شمس القمر عاکفؔ صاحب، اٹک

مدینہ پاک سے محبّت حجّۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ مدینہ پاک سے واپس ہونے لگے تو گنبدِ خضریٰ پر آخری نظر ڈالی اور یہ شعر پڑھا جس سے دیارِ حبیب کی محبّت جھلکتی ہے۔ ؎

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

مرسلہ: مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی صاحب، مانسہرہ

کلمۂ طیبہ کے نکات (1) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بارہ حروف ہیں اور سال کے بھی بارہ مہینے ہیں، اس میں اشارہ ہے کہ جو شخص خلوصِ دل کے ساتھ اس کو پڑھے گا اس کے ایک سال کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

(2) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے چوبیس حروف ہیں اور رات دن کی ساعتیں (گھڑیاں) بھی چوبیس ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ جو شخص اس بابرکت کلمہ کو دن میں ایک دفعہ پڑھے گا اس کا ہر ہر حرف رات اور دن کے ہر ہر گھنٹہ کے گناہ کا کفّارہ ہوجائے گا۔

(از افاداتِ خطبات مسیح الاُمّت 240/1)

مرسلہ: پروفیسر عبدالستار لارک، ٹنڈو جام

محبوب ترین کلمات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب، زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ [بخاری: 7563]

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھتا ہے اس کے لیے جنّت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد 111/10)

مرسلہ: شیخ محمد لطیف صاحب، لاہور

کہنے کو تو شاہ سب ہیں مہراج ہیں سب
مالک دولت کے، مالکِ تاج ہیں سب
لیکن کھولو جو چشمِ تحقیق اکبرؔ
بے بس ہیں سب، خُدا کے محتاج ہیں سب

6

نمازِ تہجّد... بے شمار برکات

مولانا محمد طیّب الیاس صاحب، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

34 روزِ قیامت نور کا ذریعہ حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص نمازِ تہجّد پڑھتا ہے وہ قیامت کے روز اس کے لیے نور ہو گی''۔ (التہجد وقیام اللیل 123/1)

35 آنکھوں کی ٹھنڈک اور سامانِ راحت

یزید بن رقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''عبادت گزاروں کی آنکھیں (اور جسم و روح) تہجّد پڑھنے سے ٹھنڈک اور سکون و راحت محسوس کرتے ہیں''۔ (حوالہ بالا 133/1)

36 دل کی دوا حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''دل کے اَمراض کا علاج پانچ چیزوں سے ہوتا ہے: (1) قرآن پاک کی تلاوت کرنا... جو غور و فکر سے ہو۔ (2) تہجّد کی نماز پابندی سے پڑھنا۔ (3) خالی پیٹ رہنا... یعنی ضرورت سے زائد کھانا نہ کھانا۔ (4) سحری کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وزاری کرنا۔ (5) بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا۔ (الرسالۃ القشیریۃ 23/1)

تہجّد میں جاگنے کا طریقہ تہجّد کا افضل وقت رات کا آخری حصّہ ہے، اس وقت جاگنا مشکل ہوتا ہے لیکن اکابر نے چند تدابیر بیان کی ہیں جن کو اختیار کرنے سے آخرِ شب میں جاگنا آسان ہو جاتا ہے: (1) رات کا کھانا جلدی کھایا جائے۔ (2) پیٹ کو زیادہ نہ بھرا جائے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''کم کھانے سے رات کے جاگنے پر قدرت حاصل ہوتی ہے''۔ (3) نمازِ عشاء کے بعد جلدی سونے کی کوشش کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند جانتے''۔ [بخاری 410/2 ح: 535] (4) دن کو قیلولہ کر لینا چاہیے یعنی دوپہر کو کچھ دیر سو جائے اس سے بدن بہت ہلکا ہو جاتا ہے اور آدمی تازہ دم ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''تم دِن کے سونے کے ساتھ (یعنی قیلولہ سے) قیامُ اللیل (یعنی تہجّد) پر مدد حاصل کرو''۔ [الآداب للبیہقی 437/2، ح: 676]

(5) دن کے کام کاج میں اپنے آپ کو اتنا نہ تھکائے کہ تھک ہار کر سوئے پھر آخرِ شب میں جاگنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (6) اگر الارم میسر ہو تو الارم لگا دے یا تہجّد پر کوئی اور اُٹھنے والا ہو تو اس سے کہہ دے کہ مجھے بھی جگا دینا۔ (7) زِرّ بن حُبیش نے حضرت عَبْدَہ بن ابی لبابۃ کو بتلایا کہ جو آدمی سورۂ کہف کی یہ آخری آیتیں ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ آیت 107 تا آخرِ سورۃ﴾ پڑھ کر سوئے گا تو جس وقت بیدار ہونے کی نیّت کرے گا اسی وقت بیدار ہو جائے گا۔

حضرت عَبْدَہ بن ابی لبابہ کہتے ہیں کہ ہم نے بارہا اِس کا تجربہ کیا بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔

[سنن الدارمی 299/10، ح:3469]

علّامہ ابنِ کثیر نے بھی حضرت عَبْدَہ کی تائید کی ہے کہ ''میرا بھی یہ مجرّب عمل ہے''۔

(فضائل القرآن للقاسم بن سلام 427/1، ح:384)

8 دن میں گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کی جائے ورنہ ہوسکتا ہے کہ گناہوں کی ایسی نحوست پڑے کہ تہجّد پڑھنے کی توفیق نہ ملے۔

9 شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ داہنی جانب سونا (یعنی سنّت کے مطابق) قیامُ اللیل (تہجّد) اور نمازِ (فجر) کے لیے اُٹھنے میں زیادہ معین ومددگار رہے۔ ⇦ (مدارج النبوۃ 285/1)

تہجّد کی عادت ہوجائے پھر تہجّد نہ چھوڑے

حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا وہ تہجّد پڑھتا تھا پھر اُس نے چھوڑ دی''۔ ⇦ [بخاری 327/4، ح:1084]

مطلب یہ ھے کہ جو کام حق تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے وہ ہمیشہ کیا جائے اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے کبھی انسان سستی اور غفلت کی وجہ سے عبادت کو چھوڑ دیتا ہے کبھی اپنے ذِمّہ حد سے زیادہ عبادت کا کام لے لیتا ہے اور وہ تھکان اور اُکتاہٹ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور پھر وہ عبادت چھوٹ جاتی ہے اس لیے اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ کیوں کہ

مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص تہجّد پڑھنے کا عادی ہو اس کو بلاعذر تہجّد چھوڑنا مکروہ ہے''۔ (حاشیہ ردّالمختار 27/2)

بالفرض اگر رات میں تہجّد فوت ہوجائے تو پھر دن میں اس کی تلافی کرنا بھی ادب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ کا کبھی تکلیف کی وجہ سے رات کا وظیفہ رہ جاتا تو دن میں بارہ رکعت پڑھتے تھے۔ [مسلم 106/4، ح:1235]

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ ''رات کو زیادہ مت سویا کرو کیوں کہ رات کو زیادہ سونے والا قیامت کے دن خالی ہاتھ ہوگا۔ [ابنِ ماجہ 228/4، ح:1322]

ذرا سوچیے! کہ تہجّد پڑھنے میں اس قدر برکات اور ثواب ملتا ہو اور پھر غفلت کی نیند سویا جائے اور ان برکات وثواب کو سمیٹنے کی ذرا بھی محنت وکوشش نہ کی جائے تو کس قدر محرومی کی بات ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحتیں فرمائی تو ایک نصیحت یہ بھی فرمائی کہ ''اے میرے پیارے بیٹے! مرغ تجھ سے زیادہ عقل مند نہیں ہونا چاہئے کہ وہ تو سحری کو ربّ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے (اذان دے کر) اور تو نیند میں مدہوش ہو (ایہا الولد للغزالی ص7)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تہجد کی یہ برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حدیث: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔ [مسلم:6780]

رحمتِ خداوندی سے دور کرنے والا گناہ

ازافادات: حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوی رحمہ اللہ تعالیٰ
مرسلہ: جناب محمد راشد، ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے دیکھا جب کہ میں نے اپنا تہہ بند نیچے لٹکایا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابنِ عمر! کپڑوں میں سے جو چیز بھی زمین کو چھولے وہ جہنّم میں ہوگی۔ [فتح الباری 370/12 بحوالہ طبرانی]

لٹکانا شلوار، کُرتہ، عمامہ، چادر، کمبل، چوغہ، جُبّہ، اچکن وغیرہ سب میں ہے۔ دیکھیے کتنی بڑی وعید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس پر نظرِ کرم نہ فرمائیں گے۔ شبِ برأت میں جہاں بے شمار مخلوق کی مغفرت ہوتی ہے وہاں جو ٹخنے ڈھانکنے والا ہے اس کی مغفرت نہیں ہوتی جب تک کہ توبہ نہ کرے۔

آج کل ہم لوگوں نے اس کو معمولی سمجھ لیا ہے، بہت لوگ نماز کے وقت پائجامہ اُونچا کر لیتے ہیں اور ٹخنے کھول لیتے ہیں حالاں کہ یہ حکم صرف نماز کے وقت کے لیے نہیں ہے بلکہ ہر وقت اُونچا رکھنے کا حکم ہے۔ چناں چہ حدیث شریف میں ہے "جو حصّہ ٹخنوں سے نیچے ازار سے چھپا ہوگا وہ جہنّم میں جائے گا" [بخاری 861/2]

ایک اشکال: بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ عرب کا کُرتہ لمبا ہوتا ہے اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں۔

جواب: بات یہ ہے کہ عربوں کا یہ عمل حجتِ شرعی نہیں ہے بلکہ یہ اُن کی غلطی ہے، یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی عرب نماز نہ پڑھے تو اِس کی غلطی ہے اب اگر کوئی کہے چوں کہ وہ عرب ہو کر نماز نہیں پڑھتے لہٰذا ہم بھی نہیں پڑھیں گے تو یہ غلطی کی بات ہے، ایسے ہی کوئی عرب کُرتہ لمبا کرے تو یہ حرام ہے، جُرم ہے، بس شریعت نے جو حدّ مقرّر کی اس کی پابندی لازمی اور ضروری ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "مناسب ہے کہ تہہ بند (پائجامہ کُرتہ وغیرہ) ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہو اور یہ حکم مردوں کے لیے ہے، یہ معمولی چیز نہیں ہے، آج اس کی طرف بے توجّہی ہے۔" (اصول الفلاح ص9)

مشابہت کا اثر: متکبّرین کی ہیئت (صورت) اختیار نہ کرے، یہ گویا پرہیز ہے۔ مَثل مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، متکبّرین کی ہیئت (صورت) میں سے یہ بھی ہے کہ اُوپر سے جو کپڑا پہنا جائے اس سے ٹخنوں کو ڈھانکا جائے۔ اسی لیے حکم ہے کہ ٹخنے نہ ڈھانکو، کھلے رکھو، اصل میں ڈھانکنا متکبّرین کا شعار (طریقہ) ہے تو اگر متکبّرین کی نقل کرو گے تو تکبّر پیدا ہوگا کہ نہیں؟ تکبّر حرام ہے اور جو سبب ہے تکبّر کا وہ بھی حرام ہے، اس لیے ٹخنے ڈھانپنا منع ہے ہم لوگ اس کو بہت معمولی سمجھتے ہیں ...

بقیہ ص: 22 پر

حدیث: تم میں سے کوئی موت کی تمنّا کسی تکلیف کی وجہ سے ہرگز نہ کرے۔ [مسلم]

حلال روزی کی برکات

مرسلہ: محمد ساجد فاروقی صاحب، شکر گڑھ

کتاب اللہ اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ میں حلال روزی اختیار کرنے اور پاکیزہ غذا کھانے پر زور دیا گیا ہے کیوں کہ غذا کا اثر انسان کے دل و دماغ اور اعمال و افعال پر پڑتا ہے۔ اگر غذا حرام اور ناپاک ہوگی تو دل سیاہ ہوگا، اس میں فتنہ و فساد پرورش پائے گا، قبولِ حق کی صلاحیت و استعداد زوال پذیر ہو جائے گی۔ اولاد نافرمان ہوگی، نفس و شیطان غلبہ پالیں گے، اچھے اعمال کی توفیق سلب ہو جائے گی، بُرائی کرنا بے حد آسان معلوم ہوگا اور وہ کیفیت ہوگی جس کو غالب نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت اُدھر نہیں چلتی

لیکن اگر یہی حلال روزی میسّر ہو تو دل میں رِقّت و لطافت (نرمی) پیدا ہوتی ہے، دل خوف و خشیت سے لب ریز ہوتا ہے، ہدایت کی بات سُن کر دل پُرنور ہو جاتا ہے، دماغ میں پاکیزہ خیالات جنم لیتے ہیں، انوارِ الٰہی و برکاتِ خداوندی کی بارش برستی محسوس ہوتی ہے، اعمال کی توفیق میسر ہوتی ہے، عبادت کا کرنا بہت آسان اور گناہ کا کرنا بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے، اولاد فرماں بردار اور نیکوکار ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو“۔ ﴿المؤمنون: 51﴾

اس آیت میں پہلے پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم ہے اور اس کے بعد نیک اعمال کرنے کا حکم ہے۔ بظاہر کھانے اور عمل کرنے میں کوئی مناسبت نہیں لیکن علماء فرماتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ کو رزقِ حلال کے ساتھ خصوصی مناسبت اور تعلق حاصل ہے، جب رزقِ حلال استعمال کیا جاتا ہے تو اعمالِ صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔ (معارف القرآن عثمانی 316/6)

اسی طرح دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو! تمہیں جو پاکیزہ چیزیں دی ہیں اُن میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو“۔ ﴿البقرۃ: 172﴾ اس آیتِ کریمہ میں بھی پہلے پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم ہے اس کے بعد شکر کرنے کا حکم ہے ایک تو اس لیے کہ مولائے کریم نے جب رزقِ حلال عطا فرمایا ہے تو اس کا شکر بھی کیا جائے کہ اس کا بڑا احسان ہے کہ اس نے صاف ستھری اور پاکیزہ روزی عطا فرمائی۔ دوسرا اس لیے کہ شکر کی توفیق اس وقت ملتی ہے جب حلال رزق استعمال کیا جائے، حرام کھانے والے کو کبھی شکر کی توفیق نہیں ملتی وہ ہمیشہ شاکی ہی رہتا ہے، اُس کے پاس سب کچھ ہوتا ہے لیکن وہ پھر بھی یہی کہتا ہے کہ بہت پریشان حال ہوں، ضروریات پوری نہیں ہوتیں، لیکن رزق حلال والے کے پاس تھوڑا ہوتا ہے مگر اس کا دل سکون اور قناعت سے لب ریز ہوتا ہے، وہ اپنے مالک کا شکریہ ہی ادا کرتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس قدر نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال روزی عطا فرمائے آمین۔

حدیث: آپس میں مصافحہ کیا کرو (اس سے) کینہ ختم ہو جاتا ہے۔ [مؤطا امام مالک ح: 706]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنوں کے کُفریہ نام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

ہفتہ کے سات دِن ہوتے ہیں، ہم اکثر ہندی یا انگریزی زبان میں ہفتہ کے اِن دِنوں کے نام لیتے ہیں، کیا ہمیں اِن کے حقائق معلوم ہیں؟ ٹھیک ہے کہ ہندی یا انگریزی زبان میں اِن دنوں کے کُفریہ نام لینا غلط عقیدہ نہ ہونے کہ وجہ سے حرام نہیں ہیں بلکہ جائز ہے مگر حقیقتِ حال اور صحیح علم سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اول تو اِن دِنوں کے ناموں کے متبادل نام (جو اِسی مضمون میں آگے آرہے ہیں) اِستعمال کرنے چاہییں تا کہ صحیح چیز کی ترویج اور صحیح علم کی تحقیق سامنے آئے اور ہماری نسل سے حقیقت چھپی ہوئی نہ رہے۔

از مدیر
ماہ نامہ علم وعمل
لاہور

یاد رہے کہ دنوں کے یہ نام سات بڑے سیّاروں کے نام پر لیے جاتے ہیں اور عالمِ کفر میں ہماری کفریہ تربیت کی کوشش کی جاتی ہے۔ اہلِ مغرب واہلِ یورپ اور کفر کی قوتیں ہمیں اِسلامی تہذیب سے دور رکھنے کے لیے ہر دم کوشاں رہتے ہیں۔

آئیے! اس مضمون سے آپ خود جائزہ لیجیے کہ انگریزی اور ہندی زبان میں دِنوں کے جو نام رکھ دیئے گئے ہیں عام مسلمان کی زبان پر یہی نام رائج ہیں۔ کم از کم اِن کے حقائق تو سامنے رکھیے۔ اِس مضمون میں فتویٰ نہیں دیا جارہا بلکہ اِس کی حقیقت واضح کی جارہی ہے۔

سات بڑے سیّاروں کے نام: (1) ......شمس (سورج)۔ (2) ......قمر (چاند)۔ (3) ......مریخ۔ (4) ......عطارد۔ (5) ......مُشتری۔ (6) ......زُہرہ۔ (7) ......زُحل۔

دِنوں کے ناموں کی تفصیل: (1) **اتوار** دو لفظوں پر مشتمل ہے، ''ایت'' بمعنیٰ سورج ''وار'' بمعنیٰ دن۔ انگریزی میں سن ڈے۔ ''سن'' بمعنیٰ سورج، ''ڈے'' بمعنیٰ دِن یعنی سورج کی پوجا کا دِن۔ (2) **سوموار** یہ بھی دو لفظوں پر مشتمل ہے، ''سوم'' بمعنیٰ چاند، ''وار'' بمعنیٰ دن۔ انگریزی میں مون ڈے۔ ''مون'' بمعنیٰ چاند اور ''ڈے'' بمعنیٰ دِن یعنی چاند کی پوجا کا دِن۔ (3) **منگل** بمعنیٰ سرسبز وشاداب۔ قدیم یونانی ''سیّارہ مریخ'' کو سرسبز وشادابی کا دیوتا مانتے تھے اور آج کل ہندوؤں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ مریخ کو پوجنے اور اس سے دُعا مانگنے سے کسان کی زراعت خوب سرسبز وشاداب ہوتی ہے۔ انگریزی میں مریخ کو ''مارز'' کہتے ہیں اور منگل کو ''ٹیوز ڈے'' کہتے ہیں۔ ''ٹیوز'' بمعنیٰ سیارہ مارز (مریخ) ''ڈے'' بمعنیٰ دن یعنی مارز (مریخ) دیوتا کی پوجا کا دِن۔

کسی کو ڈانٹنے سے قبل ذرا سوچیے کہ کہیں میں اسے حقیر تو نہیں سمجھ رہا۔ (مدیر)

④ **بُدھ وار** یہ بھی دولفظوں کا مجموعہ ہے، ''بدھ'' بمعنیٰ عقل وشعور کا دیوتا، ''وار'' بمعنیٰ دن۔ ''بدھ'' ہندی زبان میں عطارد سیّارہ کو کہتے ہیں کہ جس پر بدھ دیوتا مہربان ہو جائے وہ عقل وشعور کا مالک بن جاتا ہے۔انگریزی میں بدھ کو ''ویڈنس ڈے'' بمعنیٰ دیوتا کی پوجا کا دِن۔یعنی عطارد (بدھ دیوتا) کی پوجا کا دن۔ ⑤ **جمعرات** جمعرات کو بَرَسْپَت (مشتری سیّارہ) اور بَرجیس کہتے ہیں، مشتری کی پوجا کا دن۔انگریزی میں تھرس ڈے، ''تھار'' بمعنیٰ دیوتا، ''ڈے'' بمعنیٰ دن۔

⑥ **جمعہ** فارسی میں آدینہ۔ ہندو جمعہ کو شُکّر وار کہتے ہیں۔انگریزی میں فرائی ڈے۔فرائی بمعنیٰ فرِیگا دیوی جو بدھ میں بنائے گئے وُڈن خدا کی بیوی سمجھی جاتی ہے اس کی پوجا کا دن۔ ہندو اسے شُکّر شِین کے پیش کے ساتھ ''ک'' مشدّد ہے بمعنیٰ حسن و جمال، خوب صورتی عطا کرنے والی دیوی جسے ہم ''زہرہ سیّارہ'' کہتے ہیں۔زہرہ کو انگریزی میں ''وِینَس''، سنسکرت میں ''زہرہ'' کہتے ہیں۔ ⑦ **ہفتہ** سینچر بمعنیٰ زُحل دیوتا۔انگریزی میں سیچر ڈے۔''سیچرن'' دیوتا کی پوجا کا دن۔زُحل کو انگریزی میں ''سَیچرن'' کہتے ہیں۔

آج اِس گئے گزرے دور میں بھی ہمارے اکابر علماءِ حق ومشائخ فارسی یا عربی میں دنوں کے نام لیا کرتے ہیں۔یاد رکھئے! اِس زمانہ میں جس طرح دینی علوم کی تحقیقات وخدمات میں سب سے آگے **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** علماءِ دیوبند ہیں پہلے زمانہ میں علماءِ فارس مشہور ہوا کرتے تھے۔اِسی لیے فارسی زبان میں یہ نام بہت رائج ہوئے نیز فارسی زبان میں علومِ دینیہ کی بہت سی کتابیں، شروحات، تفاسیر وغیرہ لکھی گئیں۔آج کل بھی تمام دینی مدارس میں فارسی پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** جامعہ عبداللہ بن عمر کے اندر بھی دنوں کے فارسی نام زیادہ استعمال کئے جاتے ہیں۔اور عام اُردو زبان میں بھی فارسی کے بہت سے الفاظ بولے جاتے ہیں مثلاً شب و روز، دیگر، خوش آمدید، آمد و رفت، درآمد، برآمد، سرزمین، سرِ راہ، سرکردہ، سرکردگی، سرگرمی، سروسامان، سرسبز، سرکشی، سروکار، سرگوشی، سرگرداں، سرتاپا، آوارگی، برہنہ، بے گانہ، سردار، سرچشمہ، سرپرستی، سرحد، گریبان، در، سربکف، سربلند، سربراہ وغیرہ

عربی میں دنوں کے نام: ① ... یَوْمُ الْاَحَدِ (اتوار)۔ ② ...یَوْمُ الِاثْنَیْنِ (پیر)۔ ③ ...یَوْمُ الثُّلَاثَاءِ (منگل)۔ ④ ...یَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ (بدھ)۔ ⑤ ... یَوْمُ الْخَمِیْسِ (جمعرات)۔ ⑥ ...یَوْمُ الْجُمُعَۃِ (جمعہ)۔ ⑦ ...یَوْمُ السَّبْتِ (ہفتہ)۔

فارسی میں دنوں کے نام: ① ... یک شنبہ (اتوار)۔ ② ...دوشنبہ (پیر)۔ ③ ... سہ شنبہ (منگل)۔ ④ ... چہارشنبہ (بدھ)۔ ⑤ ... پنج شنبہ (جمعرات)۔ ⑥ ... جمعہ۔ ⑦ ...شنبہ (ہفتہ)۔ **اللہ تعالیٰ ہمیں دِین کی صحیح سمجھ دیں۔** اٰمِیْن ثُمَّ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

تبصرہ و تعارف — نام کتاب: بہشتی زیور

ابو ناجیہ، لاہور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ
اللہ تعالیٰ جلّ شانہ ہر صدی کے اندر ایک بڑا عالم مبعوث فرماتے ہیں جو دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین میں جو بدعات و رسومات اور غلط باتیں داخل ہو جاتی ہیں، دین کو ان سب باتوں سے پاک کرتا ہے گویا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے یعنی دین کی حقیقت واضح اور کھُل کر سامنے آجاتی ہے۔

حکیم الاُمّت مجدّد الملّت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ باتفاقِ علماء چودھویں صدی کے ''مجدّد'' تھے، آپ نے بلاشبہ دین کی حقیقت کھول کر بیان کی اور رسومات و بدعات کا کیا۔ اللہ جلّ شانہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا اسی طرح آپ میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ کا تالیفی ذوق بہت اعلیٰ درجہ کا تھا کہ آپ 1400 کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں۔

اور آپ نے اِصلاحِ معاشرہ پہ کام کیا۔ آپ کے مواعظ اور تالیفات کو اللہ تعالیٰ نے بے حدّ مقبولیت عطا فرمائی، آپ کی انہی مقبول تصانیف میں سے ایک کتاب ''بہشتی زیور'' بھی ہے۔ جو کہ خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کے مسائل اس قدر جامع ہیں کہ نہ صرف خواتین بلکہ مرد اور مردوں میں بھی اعلیٰ درجہ کے علماء و فقہاء بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

یہ کتاب گیارہ حصّوں پر مشتمل ہے۔

چوں کہ کتاب میں اصل مقصود خواتین کی تعلیم و تربیت ہے اس لئے مسائل کے ساتھ ساتھ اس میں دُنیا و آخرت کی ضروری چیزوں کا بیان بھی ہے، معاشرت کے آداب بھی، بچوّں کی تربیت کے اصول بھی، خانہ داری کی ضروری باتیں بھی، طبّی نسخہ جات بھی، فضائل بھی، مسائل بھی، گویا یہ کتاب خواتین کے لئے ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔

بلاشبہ یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت، ہر لائبریری کی زینت، حتیٰ کہ ہر دارالافتاء کے لئے بھی لازمی کتابوں میں سے ایک ہے۔

پر یہ اس قدر جامع کتاب ہے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا کہ اُس گھر میں ایک مفتی بیٹھا ہے جس سے بوقتِ ضرورت رجوع کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ ہمیں اس کتاب سے مسائل پڑھنے، سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثمّ آمین یا رب العالمین

اِرشاداتِ اکابر (29)

مولانا محمد عمر فاروق صاحب، لاہور

کامل کے سامنے مٹنا سب سے بڑا مجاہدہ ہے

حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پہلے مشائخ مریدین سے بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کراتے تھے، کتابوں میں دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے، اس وقت لوگوں کی قوّتیں اچھی ہوتی تھیں اور عمریں بھی زیادہ ہوتی تھیں، اب نہ تو قُویٰ ویسے ہیں اور نہ عمر، جو بات اس زمانہ میں اچھے خاصے مجاہدے کے بعد حاصل ہوتی تھی یعنی قوّتِ بہمیّہ کا کمزور ہونا وہ آج کل بغیر مجاہدے کے حاصل ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب مجاہدے کی بالکل ضرورت نہیں ہے، ضرورت تو ہے مگر اس درجہ کی جس درجہ کی قوّتِ بہمیہ ہے، اور سب سے بڑا مجاہدہ یہ ہے کہ کسی کامل شیخ کے سامنے اپنے آپ کو پامال کردے، مثال سے سمجھیے... جیسے قلعہ کی دیوار کے نیچے خزانہ دفن ہو، اگر دیوار نہ گرائی جائے گی تو خزانے سے محروم رہے گا اور اگر دیوار گرادے گا تو اس قدر خزانہ نکلے گا کہ گری ہوئی دیوار بھی تیار ہوجائے گی اور ساری عمر بھی آسانی سے گزر جائے گی، ایسے ہی اس تن کو فنا کرنا ہے اور فنا کے بعد بقاء ہوگی۔ (ملفوظاتِ حکیم الاُمّت 158/1)

ہدایت کا سامان

مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حدیث کے وافر ذخیرہ کی مدد سے ہر زمانہ اور ہر مقام کے فاضل مصنفین نے مسلمانوں کے لیے ایسی کتابیں مرتّب کی ہیں جو ان کی پوری زندگی کے لیے مکمل دستور العمل اور ہدایت نامہ کا کام دے سکیں، اس لیے آج کسی طبقہ اور مشغلہ سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی مسلمان یہ ارادہ کرے کہ وہ ہر قدم پر، ہر معاملہ میں زندگی کی ہر سرگرمی میں سیرتِ نبوی ﷺ کی اتباع کرے گا تو یہ چیز اس کے لیے ممکن ہے، جو کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ کتابیں مختلف زبانوں میں ہیں کوئی بہت مختصر تو کوئی مبسوط (لمبی) ہے۔ (خطباتِ علی میاں 27/7)

گناہ کی نحوست

شیخ ابو علی دقّاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”تم گناہ نہ کرو کہ تم نہیں جانتے کہ کس گناہ کے باعث دور جا پڑو اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوجاؤ“۔ (اقوالِ اولیاء ص 243)

دُرویشی اور بزرگی تین چیزیں ہیں

حضرت ابو بکر ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دُرویشی تین چیزیں ہیں: 1 ... ترکِ طمع (کسی سے اُمّید نہ رکھے)۔ 2 ... ترکِ منع (اگر خود بخود مل جائے تو انکار نہ کرے)۔ 3 ... ترکِ جمع (یعنی اگر کوئی چیز لے تو جمع نہ کرے)۔ (اقوالِ اولیاء ص 221)

حدیث: پوشیدہ طور پر صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غصّہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ (مجمع الزوائد 293/3)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مولانا محمد شریف صاحب، لاہور

نام و نسب: نام: اُسامہ، کُنیت: ابو محمد

لقب: محبوبِ رسول ﷺ۔

پیدائش: ۷ نبوی مکّہ مکرّمہ میں پیدا ہوئے۔

قبولِ اسلام: آپؓ کے والد حضرت زیدؓ نبی کریم ﷺ کے محبوب غلام اور منہ بولے بیٹے تھے۔ آپؓ نے آنکھ کھولتے ہی اِسلام کے گہوارہ میں پرورش پائی تھی، اِس لیے آپؓ کی زندگی کفر و شرک کی آلودگی سے پاک رہی۔

غزوات: ہجرت کے بعد کفّار کے ساتھ جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا لیکن اِبتدائی جنگوں میں کم عمری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ جب آپؓ کو عامل بنایا گیا اس وقت آپؓ کی عمر تقریباً اٹھارہ سال تھی۔

ایک اہم اعزاز: بہت سے سریوں (سریہ: جن جنگوں میں نبی علیہ السلام خود شریک نہ ہوئے مگر صحابہؓ میں کسی کو امیر بنا کر روانہ فرمایا) میں حضرت اُسامہؓ امیر بنائے گئے ان میں سب سے اہم وہ سریہ تھا جس میں ان کو بڑے بڑے صحابہؓ پر امیر بننے کا شرف حاصل ہوا، جس کو نبی علیہ السلام نے روانہ ہونے کا حکم فرما دیا تھا لیکن آپ ﷺ کی وفات کی اِطّلاع ملتے ہی حضرت اُسامہؓ واپس مدینہ منوّرہ لوٹ آئے اور نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے اور جسمِ اطہر کو قبر مبارک میں اُتارنے کا شرف حاصل ہوا۔ (طبقات ابنِ سعد)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی حضرت اُسامہؓ کو روانہ ہونے کا حکم دیا جب کہ بہت سے صحابہؓ حالات کے پیشِ نظر ابھی اس لشکر کی روانگی کے حق میں نہ تھے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ اپنے فیصلہ پر قائم رہے کہ جس لشکر کو سرکارِ دوعالم ﷺ نے از خود تیّار فرمایا میں اس کو کیسے روک سکتا ہوں چناں چہ لشکر روانہ ہوا، کافر ڈر کے مارے مقابلہ پر نہ آئے، لشکر مفتوح لوٹا یوں مخالفینِ اسلام پر دھاک بیٹھ گئی۔

فضائل و اَخلاق: حضرت اُسامہؓ کو بارگاہِ نبوّت میں خاص محبوبیت حاصل تھی کہ نبی علیہ السلام ایک زانو پر "اُسامہ" کو بٹھاتے اور دوسرے زانو پر اپنے نواسہ "حسنؓ" کو اور دونوں کو ملا کر فرماتے کہ اے اللہ! میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں اس لیے تو بھی رحم فرما۔ [مسندِ احمد]

حضرت عباسؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اُسامہ مجھ کو سب لوگوں میں محبوب تر ہے"۔ [مستدرکِ حاکم]

کبھی کبھی نبی علیہ السلام محبّت کی زیادتی میں مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں اُسامہؓ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ

حدیث: جس شخص نے بھلائی کی طرف راہ نمائی کی اسے بھلائی کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ [ابوداؤد]

اگر یہ میری بیٹی ہوتی تو میں اس کو خوب زیور پہناتا اور بناؤ سنگھار کرتا تاکہ ان کا چرچا ہوتا اور ہر جگہ سے پیامِ (نکاح) آتے۔[ابن سعد]

بارگاہِ نبوی میں خاص مقام:
بارگاہِ نبوی میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے رسوخ کا اندازہ اس بات سے ہوگا کہ جب کوئی اہم سفارش نبی کریم ﷺ سے کرنی ہوتی تو اُسامہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا جاتا۔[بخاری]
حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے قابلِ اعتماد تھے۔

مرویات: نبی علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ یا بیس سال تھی۔ اس کم عمری میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے اقوالِ نبی علیہ السلام کا کافی ذخیرہ اپنے سینہ میں محفوظ کرلیا تھا۔
آپ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد 128 ہے۔

خدمتِ رسول ﷺ: بارگاہِ نبوی میں کثرت سے آتے جاتے تھے اور اکثر سفر میں بھی ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوتا تھا اس لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت کا موقع زیادہ ملتا تھا، اکثر وضو وغیرہ کے وقت پانی ڈالنے کی خدمت انجام دیتے تھے۔[بخاری]

وفات: ۵۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات پائی جب کہ کل عمر 60 سال تھی۔
اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین

بقیہ: .... سو قتل کرنے والے کی توبہ

کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا کہ اس راستہ کی پیمائش کرلو یہ شخص جس بستی کے قریب ہو اس کے لئے ویسا ہی حکم ہوگا، اگر نیکوں کی بستی کے قریب ہے تو جنّت والے فرشتے اس کی رُوح کو لے جائیں گے اور اگر بُروں کی بستی کے قریب ہے تو دوزخ والے فرشتے اس کی رُوح کو لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فیصلہ کیا اور خود ہی اس کی تدبیر بھی فرمادی، اصل میں یہ گناہوں کی بستی کے قریب تھا نیکوں کی بستی سے دور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے پچھلے والے حصّہ کو حکم دیا کہ تو پھیل جا اور زمین کے اگلے حصّہ کو حکم دیا کہ تو سُکڑ جا۔ فرشتوں نے جب پیمائش کی تو جتنا حصّہ اس نے سینہ آگے کیا تھا اتنا وہ نیکوں کی بستی کے قریب تھا، تو جنّت والے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کی رُوح تم لے جاؤ لہٰذا رحمت کے فرشتے غالب آگئے۔[بخاری، کتاب الانبیاء، مسلم، کتاب التوبۃ]
اس قصّہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ دونوں بستیاں کیسے قریب اور دور ہوگئیں؟ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں، جس کو جیسا حکم دیں ویسا ہوسکتا ہے، تو سارے اگلے پچھلے جانور... درند، چرند، پرند، انسان سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک ہی زمین پر سما سکتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی بات کو فرمائیں تو اُن کی قدرت کو دیکھنا چاہئے، اپنی سوچ اور اپنی عقل کو نہیں دیکھنا چاہیے۔
بہر حال آدمی جتنا بڑا بھی گناہ گار ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

بقیہ: .... دورِ حاضر کے جدید تقاضے

اے مسلمان انسان! اگر گناہ کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکومت سے باہر نکل کر کیجیے، اگر اُن کی حکومت سے باہر نہیں نکل سکتے تو مان کر چلیے اور حیا کیجیے، کیوں کہ زمین و آسمان سے باہر ہم نہیں جاسکتے، ملک الموت کو ہم نہیں بھگا سکتے، موت کا علاج ہم نہیں کر سکتے، منکر نکیر کو قبر سے ہم نہیں نکال سکتے، میدانِ حشر میں چھپ چھپا کر ہم کہیں بھاگ نہیں سکتے تو پھر آخری اُمّت کے فرد بن کر ایسے کام (کوئی بھی ناجائز شوق پورا) کیوں کرتے ہیں۔

آج کل چار پیسے کسی کے پاس آجاتے ہیں تو عورت ہے تو برقع جیسے تحفّظ سے فوراً آزاد ہو جاتی ہے، مرد ہے تو شراب سے جی بہلانے لگتا ہے، دوستیوں کا بازار گرم ہوتا ہے۔

بھائیو، دوستو اور ماؤں، بہنو! شریعت کو اپنی طبیعت کے موافق مت بنایئے طبیعت کو شریعت کے موافق ڈھالیے، طبیعت مقصود نہیں شریعت مقصود ہے۔ جنّت میں خیریت سے داخلہ ہو جائے پھر طبیعت ہی طبیعت ہے۔ اب شریعت ہی شریعت ہے مگر سودا بہت سستا ہے کیوں کہ شریعت پر عمل کرنے کا ٹائم پیریڈ تھوڑا ہے (کہ زندگی چھوٹی سی ہے) اور طبیعت پر عمل پیرا ہونے کا وقت کبھی ختم نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرماویں۔ آمین

ثُمَّ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بقیہ: .... فہمِ قرآن

اس قرآن کریم کو تیرے دِل پر ربّ کے حکم سے" وہ خود نہیں آیا، ربّ نے بھیجا ہے تو آیا ہے۔ کوئی آدمی کسی کو سفیر بنا کر بھیج دے کوئی اور شخص اس قاصد یا سفیر سے لڑنا شروع کر دیتا ہے تو یہ اس کی نادانی ہے یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی بین الاقوامی قانون یہی ہے کہ سفیروں کو کچھ نہ کہا جائے۔

بقیہ: ... رحمتِ خداوندی سے دور کرنے والا گناہ

حالاں کہ یہ بہت بڑا جرم ہے اور اس پر سخت وعید ہے نبی کریم ﷺ نے ٹخنے ڈھانپنے والوں کے لئے چار سزائیں ارشاد فرمائیں: (1) لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن سے بات نہیں کریں گے۔ (2) وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ "اُن کے اُوپر نظرِ رحمت نہیں کریں گے"۔ (3) وَلَا یُزَکِّیْھِمْ "گناہوں کے میل کچیل سے پاک نہ فرمائیں گے"۔ (4) وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ "ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا"۔ [ابوداؤد 209/2]

دیکھا آپ نے ٹخنے ڈھانپنے والے کے لیے کتنی سخت سزا ہے۔ (فیض الحرم ص 6)

(اس موضوع پر تحقیق درکار ہو تو مدیر ماہنامہ علم و عمل، لاہور کا تالیف کردہ رسالہ "ٹخنے ڈھانپنے کا عذاب" دیکھ لیا جائے)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہِ بے لذّت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

آپ کے مسائل اور ان کا حل

یکے از تلامذہ حضرت صوفی صاحب مدظلہ

تصویر والے کمرہ میں نماز پڑھنا ایسے کمرہ میں نماز ادا کرنا جس میں جان دار کی تصویر ہو ''مکروہِ تحریمی'' ہے خواہ تصویر نمازی کے اوپر ہو یا نیچے، دائیں ہو یا بائیں، آگے ہو یا پیچھے۔ ہاں! اگر تصویر کا سر کٹا ہوا ہو یا تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں نمایاں طور پر بھی نظر نہ آئے تو کراہت نہ ہوگی اور یہی حکم تصویر والے کپڑے میں نماز ادا کرنے کا ہے، اسی طرح ٹخنے ڈھانک کر نماز ادا کرنا ''مکروہِ تحریمی'' ہے۔ (احسن الفتاویٰ 404/3 بحوالہ طحطاوی)

کرامت کی پہچان کرامت ایسے کام کو کہتے ہیں جو کسی مکمل پابندِ شریعت و متبعِ سنّت اللہ کے ولی سے بطورِ خرقِ عادت (عادت کے خلاف) صادر ہو جو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کسی محبوب بندہ کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ جو شخص مکمل طور پر شریعت کا پابند نہ ہو وہ اگر کوئی عجوبہ یا عادت کے خلاف کام دکھائے وہ کرامت نہیں ''استدراج'' ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مضبوط گرفت سے پہلے کچھ ڈھیل ہے یا جادو ہے یا مسمریزم ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل 65/1)

ٹیلی فون پر Hello کہنا اسلام میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے ایک بہترین طرز و طریقہ موجود ہے، چناں چہ رسول ﷺ اگر کسی کے گھر پر تشریف لے جاتے تو اجازت کے لیے السلام علیکم فرماتے، اور آپ ﷺ کے دروازے پر اگر کوئی دستک دیتا تو آپ ﷺ پوچھتے کون ہے؟ آمنے سامنے ملاقات کے وقت نبی کریم ﷺ نے سلام کرنے کی تعلیم دی۔ سو ٹیلی فون بھی دستک دینے، رابطہ کرنے اور گفتگو کرنے کا صرف ایک جدید آلہ ہے، باقی موقع و محل وہی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ تعلیم دے چکے۔ لہٰذا اس موقع پر ایک مسلمان کو اسی تعلیم پر عمل کرنا چاہیے یعنی ٹیلی فون پر یوں بھی کہہ سکتے ہیں جی! کون صاحب ہیں؟ اور السلام علیکم بھی کہہ سکتے ہیں۔ جب خود فون کریں تو دوسری طرف کوئی فون اُٹھائے تو السلام علیکم کہنا چاہیئے۔ (حوالہ بالا 197/1)

اس بامقصد، بامعنیٰ اور خوب صورت طرزِ تعلیم کو چھوڑ کر ''ہیلو'' بولنا جس کا معنیٰ جہنّمی بنتا ہے، تہذیب کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کی اپنی غیرت، آزادی اور خود داری کے بھی خلاف ہے کہ اپنی دستار کو چھوڑ کر دشمنوں کے چیتھڑے سر پر رکھتا ہے اور ایک دوسرے کو خوامخواہ جہنّمی کہا جا رہا ہے۔

حدیث: ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں ہوگا۔ [بخاری و مسلم]

وہ کیا چیز تھی؟...

جس کے یہ آثار ونتائج ہیں

خواتین کا علم وعمل

وہ کیا چیز تھی ..جس کی وجہ سے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر دے مارا اور وہ ملعون ہوا؟ **وہ کیا چیز تھی** ...جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہلِ زمین کو طوفان میں غرق کر دیا؟ **وہ کیا چیز تھی** ...کہ جس کی وجہ سے تُند وتیز ہوا کو قومِ عاد پر مسلّط کیا گیا، یہاں تک کہ زمین پر پٹخ پٹخ کے مارے گئے؟ **وہ کیا چیز تھی** ...جس سے قومِ ثمود پر چیخ آئی جس سے اُن کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گئے؟ **وہ کیا چیز تھی** ...جس سے قومِ لوط کی بستیاں آسمان تک لے جا کر اُلٹی گرائی گئیں اور اُوپر سے پتھر برسائے گئے؟ **وہ کیا چیز تھی** ...جس سے قومِ شعیب پر بادل سائبان کی شکل میں آیا اور اس سے آگ برسی؟ **وہ کیا چیز تھی** ...جس کی وجہ سے قارون زمین میں دھنسایا گیا اور پیچھے سے گھر اور سب ساز وسامان اس کے ساتھ ہولیا؟ **وہ کیا چیز تھی** ......جس سے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلّط کیا جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیر وزبر کر ڈالا، اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا بنا بنایا کارخانہ تباہ وبرباد ہوا؟ **وہ کیا چیز تھی** ...جس نے بنی اسرائیل کو اور طرح طرح کی مصیبت وبلا میں گرفتار کیا کہ کبھی قتل ہوئے، کبھی قید، کبھی ان کے گھر اُجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلّط ہوئے، کبھی وہ جلاوطن کئے گئے؟

مرسلہ
حافظ محمد مبشر صاحب
تلہ گنگ

وہ چیز جس کے یہ آثار ونتائج ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو کیا تھا؟
اِن قصّوں کو قرآن کریم میں جا بجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی...

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿التوبۃ: 70﴾

''اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے''۔

دیکھئے! ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا کیا نقصان برداشت کیا۔

؎ یہ اَخلاقی یہ روحانی بنائیں ٹوٹتی کیوں ہیں ... یہ نفسِ مطمئنّہ پر ہوا کیوں غالب امّارہ

یہ سب ربّ تعالیٰ کی نافرمانی کے اثرات بد ہیں لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم گناہوں سے فوراً توبہ کریں اور نیکی اور ہدایت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اپنے ربّ کی صحیح بندگی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں کے وبال سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثمّ آمین

ماہِ صفر اور لوگوں کے باطل خیالات

از افادات
حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہ

اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت میں ''صفر'' کے متعلق اہلِ عرب کے مختلف اور عجیب وغریب توہمات تھے۔ آج کل کے زمانہ میں بھی ''ماہِ صفر'' کے متعلق عام لوگوں کے ذہن میں مختلف خیالات جمے ہوئے ہیں جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں: **1** بعض لوگ ماہِ صفر میں شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات منعقد کرنے اور اہم امور کا افتتاح اور ابتداء کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اس کی وجہ عموماً ذہنوں میں یہ ہوتی ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس مہینہ ہے۔ اس وہم پرستی کا دین سے کوئی واسطہ نہیں، یہ محض باطل ہے۔ **2** بعض لوگ ماہ صفر کی یکم سے تیرہ تاریخ تک کے دِنوں کو بطورِ خاص منحوس جانتے ہیں اور 13/ تاریخ کو کچھ گھونگھنیاں پکا کر تقسیم کرتے ہیں تا کہ اس نحوست سے حفاظت ہو جائے، یہ بھی بالکل بے اصل بات ہے۔ **3** بعض لوگ صفر کے منحوس ہونے سے متعلق یہ روایت نقل کرتے ہیں ''جو شخص مجھے ماہ صفر کے ختم ہونے کی خوش خبری دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا''۔ اور کہتے ہیں صفر میں نحوست تھی جبھی تو نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور صفر کے سلامت گزرنے پر جنت کی بشارت دی۔ واضح ہو کہ ملا علی قاری نے جو بڑے جلیل القدر محدّث ہیں اپنی کتاب ''الموضوعات الکبیر'' میں اس کو بالکل بے اصل اور من گھڑت روایت قرار دیا ہے۔ **4** بعض لوگ بالخصوص مزدور ماہِ صفر کی آخری بدھ کو عید مناتے ہیں، اس دن کاری گر اور مزدور کام نہیں کرتے، مالک سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہر مزدور کو مٹھائی اور عیدی دی جاتی ہے..... یہ بھی محض بے اصل بات ہے اور چھوڑے جانے کے لائق ہے۔ **5** بعض لوگ اس دن (آخری بدھ) کو چھٹی کرنے کو اجر وثواب کا باعث سمجھتے ہیں اور مشہور ہے کہ اس دن نبی کریم ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا، چناں چہ ایک شعر بھی اس سلسلہ میں بنایا ہوا ہے۔

آخری چہار شنبہ آیا ہے ۔۔۔ غسلِ صحت نبی ﷺ نے پایا ہے

اس کی بھی کچھ اصل نہیں بلکہ اس دن تو نبی کریم ﷺ کے مرضِ وفات کی ابتداء ہوئی تھی اور آپ ﷺ کے مرضِ وفات پر خوشی کیسی؟ **6** بعض لوگ اس دن گھروں میں اگر مٹی کے برتن ہوں تو ان کو توڑ دیتے ہیں اور اسی دن بعض لوگ چاندی کے چھلے اور تعویزات بنا کر ماہِ صفر کی نحوست، مصیبتوں اور بیماریوں سے بچنے کی غرض سے پہنا کرتے ہیں، یہ خالص وہم پرستی ہے جس کو چھوڑنا واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے **وَلَا صَفَرَ** [بخاری ومسلم] فرما کر صفر کے متعلق تمام باطل خیالات، رسومات اور توہمات کی نفی فرما دی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام جاہلانہ خیالات، رسومات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حدیث: جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ [بخاری ومسلم]

نہیں ہے چیز نکمّی کوئی زمانہ میں

از افادات: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ

دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جس سے انسان کو کسی نہ کسی حیثیت سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فائدہ نہ پہنچتا ہو، خواہ یہ فائدہ دنیا میں استعمال کرنے کا ہو یا آخرت کے لیے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا، بہت سی چیزوں کا فائدہ تو انسان محسوس کرتا ہے کہ وہ چیزیں اس کی غذا یا دوا یا عام استعمال میں براہِ راست آتی ہیں، اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ انسان کو اس سے فائدہ پہنچتا ہو مگر اس کو خبر بھی نہیں ہوتی، یہاں تک کہ جو چیزیں انسان کے لیے مضر (نقصان دہ) سمجھی جاتی ہیں جیسے زہریلی اشیاء، زہریلے جانور وغیرہ۔ غور کریں تو وہ کسی نہ کسی حیثیت سے انسان کے لیے نفع بخش بھی ہوتی ہیں، جو چیزیں انسان کے لیے حرام ہیں ایک طرح سے، دوسری کسی طرح سے ان کا نفع بھی انسان کو پہنچتا ہے۔

نہیں ہے چیز نکمّی کوئی زمانہ میں　　　کوئی بُرا نہیں قدرت کے کارخانہ میں

عارف باللہ ابنِ عطا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو تمہارے واسطے اس لیے پیدا فرمایا کہ ساری کائنات تمہاری ہو، اور تم اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ اس لیے عقل مند کا کام یہ ہے کہ جو چیز اسی کے لیے پیدا ہوئی ہے وہ تو اس کو ملے گی، اس کی فکر میں لگ کر اس ذات سے غافل نہ ہو جس کے لیے یہ پیدا ہوا ہے۔ (بحوالہ معارف القرآن 174/1)

حمد تجھ کو سزاوار، ثنا تیرے لئے ہے　　　فناسب کے لئے اور بقا تیرے لئے ہے
جِنّ و بشر مشکور تیرے رحم و کرم کے　　　درگزر و دستِ شفا تیرے لئے ہے
جُھکیں نہ کیوں در پہ تیرے دِل و جاں سے ہم　　　عہدِ الست قَالُوْا بَلٰی تیرے لئے ہے
مشکل کشا بھی تو ہی ہے اور راہ نما بھی تو　　　داتا فقط تو، وصفِ عطا تیرے لئے ہے
کیا خوب سجائے ہیں فلک پر یہ تارے　　　فضا میں ہے جو بھی ضیاء تیرے لئے ہے
میں بھی ہوں اِک فقیر تیرے فضل و کرم　　　نوازش ہو نوازش یہ صدا تیرے لئے ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نعمت کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے اور ناشکری سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

حدیث: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار باتیں چھوڑ دے۔ [ترمذی و مسندِ احمد]

خواتین کا علم و عمل

خواتین اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر پردہ کرتیں...تو کمال تھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

سردی کا موسم شروع ہوتے ہی خواتین دوپٹہ، اور شال اوڑھ لیتی ہیں۔ برسرِ عام وہ حالت نظر نہیں آتی جو گرمیوں کے موسم میں (نیم برہنہ) لباس نظر آتے ہیں۔ کاش! خواتین اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر پردہ کرلیتیں تو شریعت پر عمل بھی ہوجاتا، دنیاوی، اُخروی عزّتیں بھی مل جاتیں، اللہ تعالیٰ جلّ شانہ بھی خوش ہوجاتے۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی اُسے اپنا اُمّتی سمجھ کر خوش ہوتے اور صالح معاشرہ جنم لیتا۔ افسوس! کہ ہم سردی کی وجہ سے اپنا جسم ڈھانپ لیتے ہیں کہ ہوا لگے گی، جسم درد ہوگا، کمر میں تکلیف ہوگی، کندھوں میں اور پٹھوں میں کھچاؤ ہوگا۔ مگر یہ سب دُنیا کی تکلیف سے بچنے کی خاطر انتظام کیا، اگر خدا خوفی سے، آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کی تکلیف سے بچنا چاہتیں تو کبھی پردہ نہ چھوڑتیں۔ پردہ کا حکم قرآن کریم میں بھی ہے اور احادیث مبارکہ میں تو بہت زیادہ موجود ہے۔ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عمل کر کے دکھایا ہے۔ پردہ کا حکم دین میں کوئی سختی نہیں بلکہ عزّت اور پاک دامنی کا اہم ذریعہ ہے، خصوصاً آج کے ماحول میں پردہ انتہائی لازمی وضروری ہے۔ سمجھانے کی خاطر ایک جملہ عرض ہے کہ ’’اگر پردہ واجب ہے تو موجودہ ماحول میں فرض ہوگا‘‘۔ جب کہ حقیقت میں تو پردہ پہلے ہی سے فرض ہے تو اب اس کی تاکید 50 گنا بڑھ جاتی ہے۔ کیوں کہ فتنہ کا زمانہ ہے اور فتنہ کے زمانہ میں ہر عمل کو مضبوطی سے کرتے رہنے پر پچاس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ دوپٹہ اُوڑھ لینے سے پردہ کافی نہیں ہوجاتا بلکہ بوقتِ ضرورت باہر نکلنے کے لیے برقع ہونا چاہیے جس میں منہ بھی مکمل چھپا ہوا ہو حتیٰ کہ حرم شریف میں دورانِ حج وعمرہ جس میں خواتین کے منہ کو کپڑا نہ لگنا ضروری ہے وہاں بھی شریعت نے طریقہ بتلایا ہے کہ سر کے اوپر سے بڑھا کر چہرے سے دو تین انچ باہر لے جائے وہاں سے کپڑا لٹکا کر نقاب یا پردہ کرلے تاکہ منہ کے ساتھ کپڑا بھی نہ لگے اور پردہ بھی ہوجائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پردہ میں احادیث معلوم کرلیا کرتے تھے، نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دفعہ پریشان تھیں کہ مرنے کے بعد میرا جسم بوقتِ جنازہ نظر آئے گا، حضرت اسماء بنتِ عُمیس نے تسلی دی کہا: اے بنتِ رسول اللہ! میں نے حبشہ میں دیکھا کہ جنازہ پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولی کی صورت بناتے ہیں اور اس پر کپڑا ڈال دیتے ہیں۔ انہوں نے بنا کر دکھایا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسلی ہوئی۔ (تذکار صحابیات ص 144) یہ کیا بات تھی شریعت پر عمل اور شرعی پردہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں شرعی پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مدیر
ماہنامہ علم وعمل لاہور

آمِیۡن یَارَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

خواتین کی علم وعمل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم برُے ناموں سے مت پکاریئے!

وَلَاتَنَابَزُوْابِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَالْاِیْمَانِ

''اور ایک دوسرے کو بُرے القاب سے نہ پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بُری بات ہے''۔ [الحجرات: ۱۱]

ایک دوسرے کو بُرالقب دینے سے منع فرمایا مثلاً کسی مسلمان کو فاسق یا منافق یا کافر کہنا اور یا کسی ایسے لفظ سے یاد کرنا جس سے بُرائی ظاہر ہوتی ہو، اسی طرح کسی کو کُتّا یا گدھا یا خنزیر کہنا، کسی نو مسلم کو اس کے پہلے دین کی طرف منسوب کرنا یعنی یہودی و نصرانی کہنا یہ سب ''تنابَزُوْابِالْاَلْقَابِ'' میں آتا ہے، یہ حرام ہے۔

- نبی کریم ﷺ کی اہلیہ حضرت صفیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے یہودی دین پر تھیں، اُن کا اونٹ بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری اہلیہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اسے ایک اونٹ دے دو، انہوں نے کہا کیا میں اس یہودی عورت کو دے دوں؟ نبی علیہ السلام اُن کے اس جواب کی وجہ سے غصّہ ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تعلّقات نہ رکھے۔ [ابوداؤد 276/2، مسندِ احمد 337/6]

- ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عیب دار بتایا یعنی عیب لگایا تو یہ شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خود اس گناہ کو نہ کرے۔ [ترمذی 45/9، ح: 2429]

بعض لوگوں کے ایسے نام مشہور ہو جاتے ہیں جو اصل میں بُرے ہیں مگر وہ بغیر اس لفظ کے پہچانے ہی نہیں جاتے تو اس کو اس نام سے ذکر کرنے کی علماء نے اجازت دی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ذکر کرنے والا/والی اس سے حقارت و ذلّت کا ارادہ نہ کرے جیسے بعض محدّثین کے نام کے ساتھ ''اعرج (لنگڑا)'' وغیرہ لکھا ہے اور خود نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو جس کے ہاتھ کچھ لمبے تھے ''ذوالیدین'' کے نام سے تعبیر کیا۔

- نبی کریم ﷺ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آدمی کو اس کے پسندیدہ ناموں اور اس کی پسندیدہ کُنّیت کے ساتھ بلایا جائے۔ (الادب المفرد: 819) اسی لیے عرب میں کُنّیت کا رواج تھا اور نبی علیہ السلام نے بھی اس کو پسند فرمایا، خود نبی علیہ السلام نے خاص خاص صحابہ کو کچھ لقب بھی دیئے جیسے صدیق اکبر کو ''عتیق''، حضرت عمر کو ''فاروق''، حضرت حمزہ کو ''اسداللہ'' اور خالد بن ولید کو ''سیف اللہ'' رضی اللہ عنہم۔

مرسلہ
پروفیسر عبدالستار لارک، صاحب
ٹنڈو جام

حدیث: جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ ساری ہی بھلائی سے محروم رہا۔ [مسلم]

بچوں کا علم و عمل

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی خُدا خوفی

مرسلہ: بشمس القمر عاکف، اٹک

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیت المال کے سیب آئے۔ وہ سیب مسلمانوں میں تقسیم کررہے تھے کہ اُن کا چھوٹا بچّہ اچانک سیبوں کے ڈھیر کے پاس آپہنچا اور ایک سیب اُٹھا کر کھانے لگا۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے منہ سے یہ سیب چھین لیا۔ وہ روتا ہوا ماں کے پاس گیا۔ ماں نے بازار سے سیب منگوایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ جب گھر آئے تو پہلے دریافت کیا کہ یہ سیب بیت المال کے سیبوں میں سے تو نہیں؟ جب بی بی نے بتایا کہ یہ بازار سے منگوا کر اسے دیا ہے تو انہوں نے فرمایا ''اللہ کی قسم! جب میں نے اپنے بچّے سے سیب چھینا تو مجھے ایسا لگا کہ میں نے اپنے دِل کو چیر دیا لیکن مجھے یہ بُرا لگا تھا کہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور مسلمانوں کے مال سے ایک سیب لے کر رُسوا کردوں''۔ (سیرتِ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ)

آج کل کے خازن، ناظم، مہتمم حضرات کو بھی چاہئے کہ اداروں کے اموال کی اپنے بچوں کی پہنچ سے حفاظت کریں۔

پیاری بات

مرسلہ: مولنا قاضی محمد اسرائیل گرنگی صاحب، مانسہرہ

ایک مرتبہ ہم اسلام آباد مولنا حافظ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر گئے وہاں مہمان خانہ میں بیٹھے تو ایک پیاری سی تحریر پہ نظر ٹھہر گئی جو کہ یہ تھی'' آپ ہمارے اچھے مہمان ہیں، نماز بھی بہت اچھی چیز ہے، جو مہمان نماز کا خیال نہیں رکھتا وہ ہمیں اچھا نہیں لگتا کیوں کہ..... بے نمازی انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بھی اچھا نہیں لگتا۔ نماز کا ہر وقت خیال رکھا جائے، غمی ہو یا خوشی نماز کو کبھی نہ چھوڑے، نماز کی بڑی بڑی برکات ہیں، بس نماز پڑھ کے دیکھیے!

ممکن نہیں

مرسلہ: نعمان احمد، آزاد کشمیر

1 ..... جیسی صحبت میں بیٹھے ویسا نہ ہو۔ 2 ..... ہر کام میں جلدی کرے اور نقصان نہ اُٹھائے۔ 3 ..... ہمّت اور پابندی اختیار کرے اور منزلِ مقصود کو نہ پائے۔ 4 ..... دوسروں کے جھگڑوں میں پڑے اور مصیبت نہ اُٹھائے۔ 5 ..... دنیا سے دل لگائے اور پشیمان نہ ہو۔ 6 ..... زیادہ باتیں کرے اور تکلیف نہ اُٹھائے۔ (از اقوالِ حکماء)

حدیث: دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر یا راستہ طے کرنے والا ہو۔ [بخاری و مسلم]

بچوں کا علم و عمل

دوست کس کو بنائیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”گہرا میل جول ایمان والے کے سوا کسی سے نہ کرو اور خیال رکھو تمہارا کھانا پرہیز گار آدمی کے سوا کوئی نہ کھائے“۔ [مشکوٰۃ کتاب الآداب، الفصل الثانی]

نبی کریم ﷺ صرف اچھی باتوں کے بتانے اور اعلان کرنے پر بس نہیں فرماتے بلکہ اُن پر عمل کرنے کا راستہ اور طریقہ بھی اس کے ساتھ ہی بتا دیتے ہیں۔ آپ نے مناسب موقعوں پر پہلے یہ بتلا دیا کہ اچھے آدمیوں سے ملنا اور بُرے آدمیوں سے دور بھاگنا چاہیے، اس کے بعد یہ بھی بتا دیا کہ اچھے آدمی کون ہوتے ہیں اور ان کی پہچان کیا ہے تاکہ نیک آدمی کے تلاش کرنے میں مشکل نہ ہو، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ”آدمی کو ایمان دار آدمی کے پاس بیٹھنا چاہیے اور کھانے کے لیے بلانا ہو تو ایسے پرہیز گار لوگوں کی دعوت کرنی چاہیے جو دنیا میں احتیاط سے زندگی بسر کرتے ہوں“۔

مولانا نوید جاوید صاحب
لاہور

ایمان دار کون ہیں اور پرہیز گار آدمی سے کیا مراد ہے؟ ایمان اگرچہ ایک چھپی ہوئی چیز ہے جو دِل سے تعلق رکھتی ہے اور ظاہر میں نظر نہیں آتی کہ اسے دیکھتے ہی آدمی پہچان لے لیکن اس کی کچھ نشانیاں ایسی ہیں جن سے وہ پہچانا جاتا ہے اور وہ نشانیاں احادیث میں تفصیل کے ساتھ بتا دی گئی ہیں۔ مثلاً کسی کو جان بوجھ کر تکلیف نہ دے، لڑائی جھگڑا، دنگا فساد نہ کرے، ذرا ذرا سی بات پر گالی گلوچ پر نہ اُتر آئے، ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک کرے، وعدہ کی پابندی کرے، خود غرضی میں اندھا نہ ہو جائے، بُری باتوں سے بچے۔ جو آدمی ایسا ہو اس سے میل جول پیدا کرنا مناسب ہے۔ پرہیز گار وہ ہے جو کھانے پینے اور پہننے میں حلال و حرام کا خیال رکھے، شرابی کبابی نہ ہو، ہر چیز بے سوچے سمجھے ہڑپ نہ کر جائے، کھانے پینے میں حد سے نہ بڑھے، ضرورت کے مطابق کھائے اور ایسے ہی آدمیوں کو اپنی خوشی، غمی میں شریک کرے کیوں کہ اپنی خوشی، غمی کے موقعوں پر شامل ہونے کے لیے بلانا، میل جول اور محبت کی نشانی ہے۔

دوست کا لفظ چار حروف سے مل کر بنا ہے:

1. د ...سے درد یعنی جو دکھ درد کو بانٹنے والے ہوں۔
2. و ...سے وفاداری یعنی جن کی آپس میں وفا ایسی ہو کہ زندگی بھر ایک دوسرے کا ساتھ نبھائیں۔
3. س ..سے سچائی یعنی ایک دوسرے کے ساتھ سچائی کا معاملہ کریں۔
4. ت ...سے تابع داری یعنی ہر ایک دوسرے کی جائز بات ماننے کے لیے تیار رہے۔

حدیث: بے شک سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ [مسلم]

وہ ایک جملہ... جس نے زندگی کا رُخ موڑ دیا

کاشف کے چہرہ پر پڑنے والا زوردار تھپڑ اپنا نشان چھوڑ گیا تھا۔ کاشف کے گول مٹول پھول جیسے چہرہ پر طلحہ کے مضبوط ہاتھ کی انگلیوں کے نشان یوں ثبت ہو گئے تھے جیسے کسی نے سرخ رنگ میں ہاتھ ڈبو کر اسے کاشف کے چہرہ پر چھاپ دیا ہو۔ کاشف کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، رونے کے سوا اور وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ بھلا وہ طلحہ سے جھگڑا کیسے مول لیتا، طلحہ سے جھگڑا کرنے کا انجام وہ خوب جانتا تھا۔ طلحہ کا شمار اسکول کے جھگڑالو لڑکوں میں ہوتا تھا وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی، ماں باپ کے بے جا لاڈ پیار نے طلحہ کو حد سے زیادہ ضدّی اور سرکش بنا دیا تھا کہ جس چیز کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہو جاتی اس پر وہ اپنا حق سمجھتا، خدا نے اسے مضبوط جسم سے نوازا تھا۔ (دیکھنے والوں کو وہ اپنی عمر سے کہیں بڑا معلوم ہوتا تھا)۔ لیکن وہ اپنے مضبوط جسم سے ناجائز فائدہ اُٹھاتا تھا، وہ ہر کسی سے جھگڑتا رہتا تھا۔ پوری کلاس میں اس کا رُعب تھا کہ کوئی اس کے خلاف بولنے یا اس کی شکایت لگانے کی جراٗت نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کلاس کے ایک لڑکے مدثر نے طلحہ کو اپنا خوب صورت قلم دینے سے انکار کر دیا تھا تو طلحہ نے اس کے ہاتھ سے قلم چھین کر اُسے توڑ دیا اور پوری کلاس کو مخاطب کر کے کہا تھا ''جو چیز طلحہ کی نہیں ہو سکتی وہ کسی کی بھی نہیں ہو سکتی''۔ مدثر نے روتے ہوئے اسے دھمکی دی تھی کہ وہ پرنسپل صاحب سے اس کی شکایت کرے گا، وہ آخری پریڈ تھا، چھٹی کے بعد جب مدثر اسکول سے نکلا تو طلحہ نے اسے خوب مارا۔ دو دن تک مدثر اسکول بھی نہ آ سکا۔ اب بھی بات صرف اتنی سی تھی کہ جب طلحہ اپنی عادت کے مطابق کلاس میں تاخیر سے آیا تو کوئی بھی جگہ خالی نہ تھی تو وہ سیدھا کاشف کے پاس گیا اور اسے کہا اُٹھو! یہ میری جگہ ہے۔ کاشف نے اسے نرمی سے کہا میں پہلے آ کر بیٹھا ہوں۔ بس اسی بات پر طلحہ کو طیش آ گیا اور اس نے کاشف کو گریبان سے پکڑ کر بینچ سے کھڑا کیا اور اس کے چہرہ پر تھپڑ دے مارا۔ مجبوراً کاشف کو جگہ چھوڑنا پڑی۔ بریک ہو چکی تھی سب لڑکے اسکول کے خوب صورت اور وسیع گراؤنڈ میں جمع تھے، کوئی کھیل رہے تھے، کوئی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ جب کہ طلحہ تنہا ایک بینچ پر بیٹھا تھا۔ اس کی جھگڑالو طبیعت کی وجہ سے کوئی بھی اس سے دوستی کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ طلحہ کو حامد میدان میں اکیلا امرود کھاتا نظر آیا طلحہ اس کے پاس چلا گیا اس سے امرود چھینے اور آنکھیں دکھا کر اسے چلتا کیا اور خوب مزے لے لے کر امرود کھانے لگا۔

امرود کھا کر جب اس نے کاغذ کے ٹکڑے پر نظر دوڑائی جس پر امرود رکھے ہوئے تھے تو اسے حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا وہ فوراً حامد کے پیچھے دوڑا اس سے معافی مانگی اور اسے امرود خرید کر دیئے۔ حامد کے بعد وہ کاشف اور مدثر کے پاس گیا اور ان سے اپنی زیادتی کی بھی معافی مانگی۔ سب حیران تھے کہ آخر کیا ماجرا ہے۔ چھٹی کے بعد سب لڑکوں نے اسے گھیر لیا۔ دوستو! آپ لوگ حیران ہو رہے ہو گے کہ آخر اتنی بڑی تبدیلی میرے اندر کیسے آ گئی۔ تو دوستو! ایک جملہ ہے جس نے میری زندگی بدل دی۔ وہ جملہ یہ ہے... یہ کہہ کر طلحہ نے امرود والا کاغذ کا ٹکڑا اُن کے سامنے کر دیا اس پر ایک جملہ جگمگا رہا تھا ''روٹھے ہوؤں کو منا لیجئے اس سے پہلے کہ زندگی آپ سے روٹھ جائے''۔

مرسلہ: محمد فہیم عالم، لاہور

حدیث: صفائی نصف (آدھا) ایمان ہے۔ [مسلم]

درسِ حدیث

صَلٰوۃُ الْقَاعِدِعَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلٰوۃِالْقَائِمِ۔[بخاری ومسلم]

(ازمدیر ماہ نامہ علم وعمل، لاہور) جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے (ثواب میں) نصف ہے''۔ یعنی جو نماز بھی بیٹھ کر پڑھیں گے اس کا ثواب آدھا ملے گا۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے مراد نفلی نماز ہے۔ فرض، واجب والی نمازیں کھڑے ہو کر ہی پڑھنی ہوتی ہیں۔ فرض واجب نمازیں بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے ادا نہیں ہوتیں۔

خوش نصیب ہے وہ شخص...

جس کے ذِمّہ پُرانی نمازیں قضاء نہیں ہیں اگر تھیں تو پڑھ چکا ہے۔

جس کے ذِمّہ گزشتہ روزے قضاء نہیں یعنی سب روزے بروقت رکھتا رہا یا قضاء تھے وہ بھی مکمل کر چکا۔

جس کے ذِمّہ قضا زکوٰۃ نہیں۔

یعنی صاحبِ نصاب نہیں یا صاحبِ نصاب تو ہے مگر ہر سال باقاعدگی سے ادا کر رہا ہے۔

جس کے ذِمّہ قُربانی قضاء نہیں یعنی واجب ہونے کی صورت میں بروقت قُربانی کرتا رہتا ہے۔

جس کے ذِمّہ سجدہ تلاوت نہیں یعنی ساتھ ساتھ ادا کر لیتا ہے۔ جس کے ذِمّہ کسی کا مال واپس کرنا نہیں ہے یعنی کسی کا کچھ دینا نہیں۔

جس نے کسی کو تنگ / ظلم نہیں کیا، یا معافی مانگ چُکا ہے۔

جو فرض حج کر چکا ہے۔

جو ہمیشہ سب کے ساتھ با اَخلاق رہتا ہے۔

جو سُنّت اور دین کو دُنیا پر ہمیشہ اہمیت دیتا ہے۔

جو کلمہ اور درود شریف خوب پڑھتا رہتا ہو۔

موسمِ سرما میں بھی پانی خوب پیا کیجئے

سردیوں میں عموماً آدمی پانی کم پیتا ہے کھانے کے اوقات کے علاوہ پانی خوب پینا چاہئے بلکہ جہاں پانی کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو وہاں موجودہ پانی میں زم زم ملا لینا چاہئے پھر اس پانی کو ختم ہونے سے پہلے ملاتے رہیں گے تو بابرکت پانی باقی رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بچّو اور بچّیو! پانچ زبانوں میں

ایک سے دس تک کی گنتی لکھنا سیکھیے!

انگریزی (قدیم عربی گنتی)	ہندی / اُردو گنتی	جدید عربی گنتی	ہندی فارسی گنتی	رومن گنتی
1		١	۱	I
2		٢	۲	II
3		٣	۳	III
4		٤	۴	IV
5		٥	۵	V
6		٦	۶	VI
7		٧	۷	VII
8		٨	۸	VIII
9		٩	۹	IX
10		١٠	۱۰	X

مردوں کے لئے تین حالتوں میں شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا درست نہیں: 1 کھڑا ہونے کی حالت میں 2 حالتِ رکوع میں 3 چلنے کی حالت میں۔ (مدیر)

جامعہ کے شب و روز

مدرسہ و مسجد کی تعمیرات کے لئے ضرورت دُعا ہے

❁.... جامعہ عبداللہ بن عمر کی طرف سے اِس سال مَاشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ متاثرینِ سیلاب کے لئے 49 قُربانیوں (حصّوں) کے دو دو کلو کے گوشت کے پیکٹ بنا کر مدیر ماہ نامہ علم وعمل لاہور اپنی ٹیم کے ساتھ بمعیّت جناب امان اللہ خاور صاحب ضلع مظفر گڑھ کی مختلف بستیوں میں جا کر تقسیم کئے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔

❁.... اور اِس جامعہ کی طرف سے ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافات میں 14 قُربانیوں (حصّوں) کو تقسیم کیا۔ اِس طرح اِس بار تین جگہ قُربانی کی گئی 1 جامعہ عبداللہ بن عمر میں 2 ضلع مظفر گڑھ میں 3 ڈیرہ اسماعیل خان میں اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔

❁.... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رائیونڈ کے تبلیغی اجتماع میں اِس جامعہ کے طلباء کرام کے قافلہ نے شرکت کی اور اِس دوران مدرسہ میں تعطیل رہی۔

❁.... اِس مدرسہ میں دسمبر کا ماہانہ اِصلاحی بیان رائیونڈ کے تبلیغی اجتماع کی وجہ سے نہ ہو سکا۔

❁.... فروری کا ماہانہ بیان مفتی اعظم پاکستان حضرت مولنا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا متوقع ہے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

❁.... مسجد کی بالائی منزل کی چھت ابھی تک نہیں ڈل سکی جس میں خانقاہیں اور لائبریری کی تکمیل کا اِرادہ ہے۔ قارئین کرام سے اِس سلسلہ میں دُعاؤں کی درخواست ہے۔

❁.... فی طالب علم کا ماہانہ تعلیمی خرچہ =/1500 ہے۔ جب کہ سالانہ =/13500 ہے۔

❁.... اِس مدرسہ کے دارالاقامۃ (ہاسٹل) کی سات منزلہ عمارت کا نقشہ ابتدائی مراحل میں ہے قارئین کرام دارالاقامۃ کی جلد تعمیر شروع ہونے کے لئے دُعا فرماتے رہیں شکریہ۔

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ جو آج کل اندازاً =/2100 روپے بنتی ہے۔ زکوٰۃ وغیرہ کے حساب کے لئے صاحبِ نصاب ہونے کی شرط ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا مالک ہونا ہے۔ چاندی کا ریٹ چوں کہ مختلف ہوتا رہتا ہے اس لئے جس دِن حساب کرنا ہو اس دن اپنے علاقہ سے ریٹ لے لینا چاہئے۔ اور مہر کے تازہ حساب کے لئے تازہ ریٹ لے لینا مناسب ہے۔

اِطّلاع : ❁ متاثرہ علاقوں (ضلع مظفر گڑھ وغیرہ) میں مساجد کی تعمیرات و مرمّت کے کام کے سلسلہ میں بھی اِس ادارہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ فنڈ جمع کیا جاتا ہے۔

ماہنامہ علم وعمل کے قارئین کرام کی خدمت میں چند گذارشات

● رسالہ کی سالانہ رقم -/150 روپے ہے جو منی آرڈر کیجئے یا دستی بھجوایئے۔ ● رسالہ رقم پہنچنے پر جاری کیا جاتا ہے۔ ● صرف sms کرنے پر رسالہ جاری نہیں کیا جاتا۔ ● اب رسالہ وی پی نہیں کیا جاتا اِس بات کو خاص طور پر نوٹ فرمالیں کیوں کہ پہلے وی پی کیا جاتا رہا ہے۔ ● رسالہ کی تجدید کروانی ہو تو خریداری نمبر کا حوالہ دیجئے جب کہ پہلی مرتبہ رسالہ جاری کروانا ہو تو ساتھ لکھ دیجئے کہ اِس نئے ایڈریس پر رسالہ جاری کر دیا جائے۔ ● منی آرڈر پر اپنا پتہ خوش خط تحریر کیجئے تاکہ رسالہ آپ کو بروقت پہنچ سکے۔ ● منی آرڈر کرتے وقت اپنا فون نمبر بھی ساتھ تحریر کیجئے تاکہ پتہ کے بارے میں اگر دُشواری ہو تو اس کو دور کیا جاسکے۔ (منی آرڈر فارم کے نیچے جگہ بنی ہوتی ہے) ● بحمداللہ رسالہ ہر ماہ کی 26، 27، 28 تاریخوں میں روانہ کیا جاتا ہے، ازراہِ کرم رسالہ نہ ملنے کی صورت میں ان تاریخوں کے ایک ہفتہ بعد رابطہ کیجئے۔ ● رسالہ کے بارے میں معلومات لینے یا رسالہ نہ ملنے کی صورت میں اطلاع دینے کے لئے مقررہ اوقات میں دفترِ ادارہ علم وعمل لاہور سے رابطہ کیجئے۔

رسالہ علم وعمل سے متعلق کوئی کام ہو تو اِن نمبروں پر رابطہ کیجئے

042-35272270
0302-4143044
0331-4546365

صبح 8 بجے سے شام 5 بجے تک
(12 مہینے سردیوں گرمیوں کے لئے مقرر کردہ وقت)

جامعہ عبداللہ بن عمر
23-کلومیٹر فیروزپور روڈ سوا گجومتہ
نزد کاہنہ نو۔ لاہور (پوسٹ کوڈ 53100)

مدرسہ میں کسی قسم کے کام کے سلسلہ میں رابطہ کیجئے
0322-8405054
صبح 8 بجے سے رات 9 بجے تک

انٹرنیٹ پر "علم وعمل" کا مطالعہ کرنے کے لئے www.ibin-e-umar.edu.pk
Email:aibneumar@yahoo.com

CPL NO:200
ماہنامہ علم وعمل لاہور